مکمل ناول

Gangster Wife

از قلم۔ حسنین بھٹی

- **Hasnain Bhatti YouTube Channel Link**

https://youtu.be/vsn-pqjoZz8?si=zHeNrdKU3ehoBd-G

- **Hasnain Bhatti Whatsapp Channel Link**

https://whatsapp.com/channel/0029Val3hhY6LwHlPfBjmi2Z

Publish Your Novel At

https://www.kohnovelsurdu.com/publishers

کہانیاں سیاہی سے نہیں، خون سے لکھی جاتی ہیں۔

لفظوں میں چھپے درد کو صرف وہی سمجھ سکتا ہے جس نے کبھی سچ میں تڑپ محسوس کی ہو۔ کچھ زخم ایسے ہوتے ہیں جو وقت کے ساتھ نہیں، صرف طاقت کے ساتھ بھرے جاتے ہیں۔ اور یہ کہانی۔۔۔ ان ہی زخموں سے جنم لیتی ہے۔

یہ کوئی محبت کی کہانی نہیں۔

یہ گلابوں، خوابوں یا چاندنی راتوں کی داستان نہیں۔

یہ کہانی ہے دھوکے، سازش، خُون، خاموشی اور صبر کی۔

یہ کہانی ہے اُس لمحے کی جب ایک لڑکی کا دل نہیں، اُس کی دنیا ٹوٹ گئی۔

اور جب دنیا ٹوٹتی ہے۔۔۔

تو یا انسان بکھر جاتا ہے، یا پھر خطرناک بن جاتا ہے۔

یہ کہانی ہے زویا کی——

ایک عام سی لڑکی، جو زندگی کے سیدھے راستے پر چلتی رہی، لیکن قسمت نے اُس کے پاؤں تپتی ریت پر رکھ دیے، جہاں ہر قدم پر آگ تھی، فریب تھا، اور سایوں میں چھپی موت۔

زویا نے اپنی زندگی کو بچانے کے لیے نہ صرف حالات سے لڑنا سیکھا، بلکہ اُنہیں کنٹرول کرنا بھی۔

اُسے اپنے ہی ضمیر، اپنے ہی ماضی، اور اُن چہروں سے لڑنا پڑا۔ جن پر کبھی اُس نے بھروسہ کیا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔۔۔۔

جنہوں نے اُس کی ہنسی چرائی، اُس کا سکون چھینا، اور اُسے مجبور کیا کہ وہ وہ بنے، جو وہ کبھی نہیں بننا چاہتی تھی۔

زویا ایک قاتلہ نہیں تھی، نہ ہی وہ طاقت کی بھوکی تھی۔

لیکن جب قانون اندھا ہو جائے،۔۔۔اور انصاف مر جائے۔۔۔

تو زویا جیسے لوگ خود قانون بن جاتے ہیں۔

یہ کہانی ہے اُس لڑکی کی جو مظلوم تھی، لیکن صرف کچھ وقت کے لیے۔

پھر وہ وقت آیا جب زویا نے ظلم کو للکارا، اور جو کچھ اُس سے چھینا گیا تھا، اُسے واپس لینا شروع کیا——اپنے طریقے سے۔

یہ کہانی ہے ایک عورت کی جو گینگسٹر کہلائی،

لیکن صرف دنیا کی نظر میں۔

اصل میں۔۔۔

وہ اپنے وجود کی بقا کے لیے لڑی، اپنی سچائی کے لیے، اور اُن سب کے خلاف جو انسانیت کے نام پر دھبہ تھے۔

یہ زویا کی کہانی ہے۔

خون سے لکھی گئی۔

خوف سے پیدا ہوئی۔

اور طاقت سے ختم ہو گی۔

◈◈◈

اس شہر کا نام کبھی فخر سے لیا جاتا تھا—ایک ایسا شہر جو روشنیوں سے جگمگاتا تھا، جہاں خوابوں کو پروان چڑھایا جاتا تھا، اور جہاں ہر قدم پر زندگی دھڑکتی تھی۔ مگر وقت نے اس شہر کا چہرہ بدل دیا تھا۔

اب یہ شہر روشنیوں میں لپٹا ایک سیاہ سایہ بن چکا تھا۔ بلند و بالا عمارتوں کی اوٹ میں چھپے جرم، سڑکوں پر بکھری چیخیں، اور دیواروں پر چپکے پوسٹروں میں عدل کے دعوے—سب جھوٹے لگتے تھے۔ شام ڈھلتے ہی گلیوں کا سکوت چیخوں میں بدل جاتا، اور رات کے اندھیرے میں انسانوں کے چہروں پر درندے جاگ اٹھتے۔

قاتل اب چھپتے نہیں تھے، بلکہ فخر سے گھومتے تھے۔ کچھ تو اتنے بے رحم تھے کہ ایک ہی رات میں پورے خاندانوں کو ختم کر دیتے—کسی انتقام میں نہیں، صرف طاقت دکھانے کے لیے۔ ان کے لیے انسان کی جان ایک سگریٹ کی مانند تھی، جو پھونک مارتے ہی بجھا دی جاتی تھی۔

اور ان تمام قتلوں کے پیچھے۔۔۔ صرف ایک ہی نام لیا جاتا تھا۔

شہریار شیر دل۔

وہ نام جو تھانوں کی دیواروں پر نہیں، مگر ہر افسر کے دل میں نقش تھا۔

وہ نام جسے سن کر صحافیوں کے ہاتھ کانپنے لگتے، اور عدالتوں کے دروازے بند ہو جاتے۔

کوئی اسے کاروباری کہتا، کوئی سیاست دان، اور کوئی قاتل۔ لیکن سچ تو یہ تھا کہ وہ تینوں تھا۔ اور کچھ اور بھی—ایسا کچھ جو لفظوں میں بیان نہیں ہو سکتا۔

پولیس اس کا نام زبان پر لانے سے بھی کتراتی تھی۔رپورٹوں میں "نامعلوم" لکھا جاتا، مگر شہر کے ہر شہری کو معلوم تھا۔۔۔یہ سب کام ایک ہی شخص کے ہیں۔

اور ایسے ہی شہر میں، ایک نئی کہانی نے جنم لیا۔۔۔بظاہر ایک خوشی بھرا نکاح، ایک عام سی شادی۔

مگر کچھ کہانیاں عام نہیں ہوتیں، اور کچھ رشتے دشمنی کی بنیاد پر بنائے جاتے ہیں۔

نکاح کے بعد جب احسن اور زویا ایک ساتھ گھر میں داخل ہوئے تو زویا کی آنکھوں میں وہ چمک نہیں تھی جو عام دلہنوں میں ہوتی ہے۔احسن نے اس پر زیادہ دھیان نہیں دیا، شاید وہ تھکی ہوئی تھی یا نروس۔

لاونج میں سب رشتہ دار جمع تھے۔مبارکبادیں دی جارہی تھیں، ہنسی مذاق ہو رہا تھا۔زویا خاموش مسکراہٹ کے ساتھ سب کی باتیں سن رہی تھی، جبکہ احسن اپنے دوستوں کے مذاق میں الجھا ہوا تھا۔

"کیسا لگ رہا ہے؟" علی نے احسن کے کان میں سرگوشی کی۔

"بالکل خواب جیسا۔" احسن نے مسکرا کر جواب دیا۔

"خواب جیسا یا خواب سے بھی زیادہ؟" وقاص نے شرارتی انداز میں کہا، جس پر سب قہقہہ لگا بیٹھے۔احسن نے ہنستے ہوئے سر جھٹک دیا۔

زویا نے ایک نظر احسن پر ڈالی اور پھر نظریں پھیر لیں۔وہ جانتی تھی کہ سب کے لیے یہ ایک عام شادی ہے، لیکن اس کے لیے نہیں۔وہ کچھ چھپا رہی تھی، کچھ ایسا جو ابھی کسی کو معلوم نہیں تھا۔

کمرے میں داخل ہونے کے بعد احسن نے دروازہ بند کیا اور زویا کی طرف دیکھا۔ وہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی اپنے زیور اتار رہی تھی۔ احسن نے ایک گہری سانس لی اور بیڈ پر بیٹھ گیا۔

"کیا تم تھک گئی ہو؟" اس نے ہلکی آواز میں پوچھا۔

زویا نے پلٹ کر اسے دیکھا، مسکرائی لیکن وہ مسکراہٹ کسی راز میں لپٹی ہوئی تھی۔ "ہاں، کچھ ایسا ہی۔"

"چائے بنا دوں؟" احسن نے شوخی سے کہا۔

زویا ہنسی، "مجھے نہیں پتا تھا کہ میرے شوہر چائے بنانا جانتے ہیں۔"

"جانتا تو نہیں، لیکن تمہارے لیے سیکھ لوں گا۔" احسن نے شرارت سے کہا۔

زویا نے ایک نظر اس کی طرف دیکھا اور سر جھٹک دیا۔ "ویسے بھی، میں چائے نہیں پیتی۔"

"اوہ! یہ تو مسئلہ ہو گیا۔" احسن نے مصنوعی افسوس سے کہا۔ "میں نے تو سنا تھا کہ بیویاں شوہروں کے لیے چائے بناتی ہیں، لیکن یہاں تو الٹا سین ہے۔"

زویا نے کندھے اچکائے اور دوبارہ آئینے میں دیکھنے لگی۔

◈◈◈

احسن نے زویا کو غور سے دیکھا، پھر دھیرے سے بولا، "تم خوش ہو نا؟"

زویا نے ایک لمحے کے لیے اسے آئینے میں دیکھا، پھر پلٹ کر کہا، "ہاں، کیوں؟"

احسن نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کندھے اچکائے۔ "بس ایسے ہی لگا کہ تم کچھ الجھی ہوئی ہو۔"

زویا نے ایک گہری سانس لی اور اپنی چوڑیاں اتارنے لگی۔ "نیا ماحول ہے، سب کچھ بدلا بدلا سا لگ رہا ہے۔"

احسن نے نرمی سے کہا، "اگر تمہیں کچھ بھی پریشان کر رہا ہے تو مجھے بتا سکتی ہو۔ ہم اب ایک ساتھ ہیں، زویا۔"

زویا کچھ پل خاموش رہی، پھر آہستہ سے بولی، "بس وقت لگے گا، احسن۔"

احسن نے مسکرا کر سر ہلایا۔ "ٹھیک ہے، جتنا وقت چاہیے، لے لو۔"

کمرے میں ایک پل کے لیے خاموشی چھا گئی۔ باہر سے کبھی کبھار رشتہ داروں کی ہنسی کی آواز آ رہی تھی۔ زویا نے آہستہ سے دوپٹہ اتارا اور بیڈ کی طرف بڑھی۔

"سونا نہیں ہے؟" زویا نے پوچھا۔

احسن نے گھڑی کی طرف دیکھا، پھر مسکرا کر بولا، "ہاں، لیکن لگتا ہے نیند ابھی دور ہے۔"

زویا نے ہلکا سا تبسم کیا اور بیڈ پر بیٹھ گئی۔ "تمہیں زیادہ باتیں کرنے کی عادت ہے، نا؟"

احسن نے قہقہہ لگایا، "شاید! لیکن کیا پتہ، شادی کے بعد بدل جاؤں۔"

زویا نے سر جھٹک دیا، "بدلنے کی ضرورت نہیں، بس کچھ چیزوں کی عادت ڈالنی پڑے گی۔"

احسن نے تجسس سے پوچھا، "جیسے؟"

زویا نے ہلکے انداز میں کہا، "جیسے۔۔۔ میں چائے نہیں پیتی، صبح جلدی اٹھتی ہوں، اور——" وہ ایک لمحے کو رکی، پھر مسکراتے ہوئے بولی، "اور مجھے زیادہ سوال پسند نہیں۔"

احسن نے ہنستے ہوئے کہا، "تو پھر یہ تو مشکل ہو جائے گا، کیونکہ میں تو سوالوں کے بغیر رہ ہی نہیں سکتا۔"

زویا نے شرارت سے کہا، "پھر تمہیں بھی عادت ڈالنی پڑے گی۔"

احسن نے زویا کو دیکھا۔ یہ رشتہ نیا تھا، ان کی دنیا مختلف تھی، لیکن ایک چیز طے تھی—— یہ سفر آسان نہیں ہونے والا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔۔۔۔

◈◈◈

احسن اور زویا کی شادی کو چند ہفتے گزر چکے تھے۔ دونوں اپنی اپنی زندگی میں مصروف تھے، لیکن ان کے درمیان ایک خاموش ہم آہنگی بھی آ رہی تھی۔

زویا صبح سویرے اٹھ جاتی تھی، ناشتہ جلدی جلدی نمٹاتی اور پھر پارلر جانے کی تیاری کرتی۔ پارلر اس کی زندگی کا ایک اہم حصہ تھا، اور وہ اسے ہر حال میں سنبھالنا چاہتی تھی۔

"تمہیں کام پر جانے کی اتنی جلدی کیوں ہوتی ہے؟" احسن نے ایک دن ناشتہ کرتے ہوئے پوچھا۔

زویا نے چائے کا کپ اٹھایا، مسکرا کر بولی، "جیسے تمہیں اپنے اسکول جانے کی جلدی ہوتی ہے۔"

احسن نے سر ہلایا، "ہاں، لیکن میرے طالبعلم مجھ سے انتظار نہیں کروا سکتے۔"

زویا نے ہلکے انداز میں کہا، "میرے کلائنٹس بھی نہیں۔"

احسن نے قہقہہ لگایا، "ٹھیک ہے، میڈم! آپ کو دیر نہیں ہونی چاہیے۔"

زویا نے مسکرا کر چائے ختم کی اور اپنا بیگ اٹھا لیا۔

دن بھر دونوں اپنے اپنے کام میں مصروف رہتے، اور شام کو تھکن کے باوجود کچھ وقت ایک ساتھ گزارنے کی کوشش کرتے۔ ایک دن احسن گھر لوٹا تو زویا پہلے ہی پارلر سے واپس آ چکی تھی، مگر وہ کافی تھکی ہوئی لگ رہی تھی۔

"آج کا دن کیسا گزرا؟" احسن نے جوتے اتارتے ہوئے پوچھا۔

"مصروف!" زویا نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "ایک دلہن کا میک اپ خراب ہو گیا تھا، پورا دوبارہ کرنا پڑا۔"

احسن نے ہمدردی سے سر ہلایا، "استادوں کی زندگی بھی آسان نہیں۔ آج ایک بچے نے مجھ سے کہا کہ وہ بڑا ہو کر سپر ہیرو بنے گا، اور میں اسے ریاضی پڑھانے کی کوشش کر رہا تھا!"

زویا ہنس پڑی، "کم از کم تمہارا دن مزاحیہ تو تھا۔"

ہفتے میں ایک دن جب دونوں کی چھٹی ہوتی، وہ گھر میں آرام کرنے کی کوشش کرتے، مگر احسن کو اکثر کوئی نہ کوئی بہانہ مل جاتا باہر جانے کا۔

"چلو کہیں چلتے ہیں۔" احسن نے ایک دن صبح ہی صبح کہا۔

"کہاں؟" زویا نے حیرت سے پوچھا۔

"کسی اچھے کیفے میں، یا کہیں گھومنے؟"

زویا نے سوچا، پھر بولی، "ٹھیک ہے، لیکن پہلے میں اپنا پارلر کا تھوڑا سا کام نپٹا لوں۔"

احسن نے مسکرا کر کہا، "تمہارے بغیر بھی پارلر نہیں چل سکتا؟"

"بالکل نہیں!" زویا نے ہنستے ہوئے کہا۔

زویا نے جلدی جلدی اپنا دوپٹہ ٹھیک کیا اور بیگ کندھے پر ڈالا۔ وہ دروازے کی طرف بڑھ رہی تھی جب احسن نے اچانک اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"ایک منٹ،" احسن نے نرمی سے کہا۔

"کیا ہوا؟" زویا نے حیرانی سے پلٹ کر دیکھا۔

"کچھ نہیں۔۔۔ بس،" احسن نے مسکراتے ہوئے کہا، "واپسی پر مجھے میسج کر دینا، میں تمہارا انتظار کروں گا۔"

زویا نے پلکیں جھپکائیں، جیسے کچھ سوچ رہی ہو، پھر ہلکا سا سر ہلایا۔ "ٹھیک ہے۔"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔۔۔۔

احسن نے دروازہ کھولا اور زویا باہر نکل گئی۔ وہ سیڑھیاں اتر رہی تھی، لیکن اس کے دل میں عجیب سی بے چینی تھی۔ جیسے کوئی چیز بدل رہی ہو، یا شاید وہ خود بدل رہی تھی۔

وہ گلی میں نکلتی ہے، ارد گرد زندگی رواں دواں ہے، مگر اس کی نظریں دور کہیں الجھی ہوئی ہیں۔

◈◈◈

رات گئے، احسن ڈنر کے بعد زویا کے فون کا انتظار کر رہا تھا۔ اس نے سوچا تھا کہ شاید وہ واپسی پر ساتھ باہر جانے کے لیے ہاں کر دے گی، مگر زویا کی کوئی خبر نہیں تھی۔

تقریباً 9 بجے، زویا کا فون آیا۔

"ہیلو؟" احسن نے فوراً کال اٹھائی۔

"احسن، میں نہیں آسکوں گی، بہت تھک گئی ہوں۔" زویا کی آواز میں عجیب سی سنجیدگی تھی۔

"اچھا؟ لیکن ہم نے تو پلان کیا تھا۔۔۔" احسن نے نرمی سے کہا۔

"پتا ہے، مگر پارلر میں بہت کام تھا۔ اب بس سیدھا گھر آ رہی ہوں، بعد میں دیکھے گے، ٹھیک ہے؟"

احسن نے قدرے مایوس ہو کر کہا، "ٹھیک ہے، جیسے تمہاری مرضی۔"

زویا نے کچھ اور کہے بغیر کال کاٹ دی۔

احسن نے فون نیچے رکھا، مگر اس کے دل میں کچھ عجیب سا احساس ہوا۔ کیا زویا واقعی تھکی تھی، یا وہ کسی اور وجہ سے نہیں آنا چاہتی تھی؟

رات کا وقت تھا، اور زویا کچن میں کھڑی کچھ کھانے کا سامان سمیٹ رہی تھی۔ احسن صوفے پر بیٹھا موبائل دیکھ رہا تھا جب اچانک زویا کی آواز آئی۔

"احسن، ذرا ادھر آنا۔"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔۔۔۔

"ہاں، کیا ہوا؟" احسن نے لاپرواہی سے کہا، موبائل پر نظریں جمائے۔

"یہ جار کھل نہیں رہا، پلیز مدد کرو۔" زویا نے کوشش کرتے ہوئے کہا، مگر ڈھکن ہلنے کا نام نہیں لے رہا تھا۔

احسن مسکرا کر اٹھا اور اس کے قریب آیا۔ "چلو دو، مجھے دو۔"

زویا نے شیشے کا جار اس کی طرف بڑھایا۔ احسن نے مضبوطی سے پکڑ کر گھمایا، مگر ڈھکن کافی سخت تھا۔ اس نے ہاتھ کی گرفت بدلی اور زیادہ زور لگایا۔ آخر کار، ایک جھٹکے سے ڈھکن کھل گیا، اور احسن نے فاتحانہ انداز میں اسے زویا کی طرف بڑھایا۔

"لو جی، تمہیں تو مجھ پر ہی انحصار کرنا پڑے گا!" احسن نے شرارتی انداز میں کہا۔

"ہاں ہاں، بہت بڑے ہیرو ہو تم!" زویا نے ہنستے ہوئے کہا اور جار لے لیا۔

یہ ایک عام سی بات تھی، مگر احسن کو اس کی خوش مزاجی اچھی لگتی تھی۔

◈◈◈

اگلی صبح، زویا ناشتے کی میز پر چائے بنا رہی تھی۔ احسن اخبار دیکھ رہا تھا، مگر نظر زویا کی حرکتوں پر تھی۔

"چائے کم میٹھی رکھنا، پلیز!" احسن نے کہا۔

"میں کوئی بھولتی ہوں کیا؟" زویا نے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا اور اس کی چائے کپ میں ڈالی۔

احسن نے کپ اٹھایا اور چسکی لی۔ "ہمم، آج کچھ زیادہ ہی اچھی بنی ہے۔ کوئی خاص وجہ؟"

"بس، اچھے موڈ میں ہوں۔" زویا نے کندھے اچکا دیے۔

احسن نے غور سے اس کی طرف دیکھا، جیسے کچھ پڑھنے کی کوشش کر رہا ہو۔ "یا کوئی بات چھپا رہی ہو؟"

زویا نے ہنستے ہوئے کہا، "تم جاسوس بننے کی کوشش مت کرو، احسن۔"

احسن نے نرمی سے پوچھا، "رات تم واقعی بہت تھک گئی تھی یا کچھ اور بات تھی؟"

زویا نے ایک لمحے کو چونک کر اس کی طرف دیکھا، پھر ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ بولی، "تمہیں کیا لگتا ہے؟ میں کام کر رہی تھی، اور جب کام زیادہ ہو تو تھکن بھی ہوتی ہے۔"

احسن نے سرسری انداز میں کندھے اچکائے، "ٹھیک ہے، میں بس پوچھ رہا تھا۔"

زویا نے موضوع بدلنے کے لیے جلدی سے بات آگے بڑھا دی، مگر احسن کے دماغ میں ایک چھوٹا سا سوال چھوڑ گئی—— کیا زویا واقعی سچ کہہ رہی تھی؟

اسی رات، احسن بستر پر لیٹا موبائل دیکھ رہا تھا جب زویا آہستہ سے باہر نکل گئی۔ احسن نے دروازے کے نیچے سے روشنی دیکھی اور دبے قدموں باہر نکلا۔

زویا کمرے کے کونے میں کھڑی فون پر کسی سے دھیمی آواز میں بات کر رہی تھی۔

"میں نے کہا نا، ابھی نہیں۔۔۔ میں سب سنبھال لوں گی۔"

احسن کا دل زور سے دھڑکا۔ یہ کس سے بات کر رہی تھی؟ اور کیا "سب سنبھالنے" کا مطلب کچھ اور تھا؟

جونہی زویا کی نظر احسن پر پڑی، اس نے فوراً فون بند کر دیا اور مصنوعی مسکراہٹ کے ساتھ بولی، "تم جاگ رہے ہو؟"

احسن نے غور سے اسے دیکھا، مگر پھر ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ بولا، "ہاں، بس یونہی۔"

زویا نے جلدی سے بات ختم کر کے پانی پیا اور بستر پر چلی گئی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔۔۔۔

احسن بھی لیٹ گیا، مگر نیند اس سے کوسوں دور تھی۔

زویا کچھ چھپا رہی تھی۔ سوال یہ تھا—— کیا؟

ایک دن اسکول کے بعد، احسن نے اپنے دوست وقاص اور علی سے اس بارے میں ذکر کیا۔

"یار، زویا کچھ عجیب برتاؤ کر رہی ہے۔" احسن نے چائے کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

وقاص نے چونک کر پوچھا، "کیسا عجیب؟"

"کبھی کبھی یوں لگتا ہے جیسے وہ کچھ چھپا رہی ہو۔ راتوں کو کسی سے بات کرتی ہے، اور جب میں آتا ہوں تو فوراً فون بند کر دیتی ہے۔" احسن نے سوچتے ہوئے کہا۔

علی نے ہنستے ہوئے کہا، "شاید کسی پرانے دوست سے بات کر رہی ہو؟"

وقاص نے سر جھٹک دیا، "یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے، احسن۔ تمہیں دیکھنا چاہیے کہ یہ معاملہ ہے کیا۔"

گھر واپس آ کر احسن نے فیصلہ کیا کہ وہ زویا کے رویے کو اور قریب سے دیکھے گا۔ اس رات جب زویا فون پر تھی، احسن خاموشی سے دروازے کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔

"نہیں، ابھی نہیں۔ مجھے وقت چاہیے۔ ہاں، میں سب سنبھال لوں گی۔" زویا کی سرگوشیاں احسن کے کانوں میں پڑیں۔

احسن کے ماتھے پر شکنیں پڑ گئیں۔ یہ سب کس کے بارے میں تھا؟ کیا واقعی کوئی بات تھی جو وہ اس سے چھپا رہی تھی؟

اگلے دن احسن نے فیصلہ کیا کہ وہ زویا سے براہ راست بات کرے گا۔ وہ ناشتہ کرتے ہوئے بولا، "زویا، کل رات تم کسی سے فون پر بات کر رہی تھیں، سب ٹھیک تو ہے نا؟"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔۔۔۔

زویا نے ایک لمحے کو رک کر اس کی طرف دیکھا، پھر مسکرا کر بولی، "ہاں، بس ایک پرانی دوست تھی۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو؟"

احسن نے سرسری انداز میں کندھے اچکائے، "بس ایسے ہی لگا کہ تم کچھ چھپا رہی ہو۔"

زویا نرم لہجے میں بولی، "احسن، کچھ چیزیں ہوتی ہیں جو انسان خود سنبھالنا چاہتا ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ کچھ غلط کر رہا ہو۔"

احسن خاموش ہو گیا، مگر اس کے دل میں شکوک مزید گہرے ہو گئے۔ وہ جانتا تھا کہ زویا کچھ چھپا رہی ہے، لیکن سوال یہ تھا۔۔۔ کیا؟۔۔۔۔۔

◈◈◈

اگلے دن، احسن کے دوست وقاص اور علی نے اس سے زویا کے بارے میں پوچھا۔

علی نے چائے کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا، "یار، تیری بیوی بڑی مصروف رہتی ہے، کہاں جاتی ہے اتنی دیر؟"

وقاص نے معنی خیز انداز میں کہا، "ہاں، اور تُو ملا کہاں تھا اس سے؟"

احسن نے ایک لمحے کو توقف کیا، پھر بولا، "ہماری ملاقات آٹھ مہینے پہلے ایک لائبریری میں ہوئی تھی پھر ہم لوگ روز ملنے لگ گئے۔ اور ایسے ملتے ملتے کب ایک دوسرے سے محبت ہوئی پتا ہی نہیں چلا۔۔ وہ واقعی یتیم ہے، بچپن میں اس کے والدین کا انتقال ہو گیا تھا۔ اس کی خالہ نے اسے پالا تھا۔"

علی نے چونک کر پوچھا، "خالہ کہاں رہتی ہیں؟ کبھی ملا تُو ان سے؟"

"نہیں، اس نے کہا تھا کہ وہ اب کسی اور ملک میں شفٹ ہو چکی ہیں۔" احسن نے جواب دیا۔

وقاص نے سوچتے ہوئے کہا، "یار، تُجھے عجیب نہیں لگتا؟ کچھ زیادہ ہی پراسرار نہیں ہے یہ سب؟"

علی نے ہنستے ہوئے کہا، "کہیں ایسا تو نہیں کہ تیرے علاوہ بھی کوئی اور ہو اس کی زندگی میں؟"

احسن نے ہلکا سا قہقہہ لگایا، مگر دل میں کہیں یہ جملہ کھب گیا۔

وقاص نے مزید کہا، "اصل میں، تُو نے کبھی سوچا کہ وہ پارلر میں اتنی دیر کیوں رکتی ہے؟ عام طور پر تو پارلر جلدی بند ہو جاتے ہیں۔"

احسن نے ایک پل کو سوچا، پھر کہا، "وہ خود مختار ہونا چاہتی ہے، اس لیے کام کرتی ہے۔"

علی نے ہنستے ہوئے کہا، "خود مختاری ٹھیک ہے، لیکن پارلر میں رات گئے تک؟ کچھ تو گڑبڑ ہے۔"

احسن الجھن میں پڑ گیا۔

اگلے دن، جب زویا پارلر جانے کے لیے نکلی، احسن نے خاموشی سے اس کا پیچھا کیا۔ وہ بیوٹی پارلر میں داخل ہوئی، جہاں کچھ اور خواتین بھی موجود تھیں۔ احسن باہر ایک کونے میں کھڑا انتظار کرتا رہا۔ تقریباً ایک گھنٹے بعد، زویا باہر نکلی۔ اس کے ساتھ کچھ اور لڑکیاں بھی تھیں، اور ان کے ہاتھ میں تھیلے تھے جن میں کچھ پیکٹس موجود تھے۔

اچانک، ایک جیپ آ کر رکی، اور سب لڑکیاں اس میں بیٹھ گئیں۔ احسن نے تیزی سے ایک رکشہ لیا اور جیپ کے پیچھے چل پڑا۔

آخر کار، جیپ ایک پرانی مگر عالیشان حویلی کے اندر داخل ہوئی۔ احسن نے رکشہ کچھ فاصلے پر روکا اور چھپ کر دیکھنے لگا۔

اچانک، کسی نے پیچھے سے اس کے سر پر وار کیا، اور وہ اندھیرے میں ڈوب گیا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔۔۔۔

جب اسے ہوش آیا، تو وہ ایک تاریک کمرے میں تھا۔اس کے ہاتھ بندھے ہوئے تھے، اور آس پاس کچھ اور لوگ بھی قید تھے۔ان میں سے کچھ عام شہری لگ رہے تھے، جبکہ کچھ کے چہرے خوف میں ڈوبے ہوئے تھے۔

سامنے کچھ لوگ کھڑے تھے—— مسلح، بے رحم، اور خطرناک۔ان کے درمیان ایک شخص کھڑا تھا، سلیمان شاہ۔۔جو باقی سب سے مختلف لگ رہا تھا۔

"یہ کون ہے؟" سلیمان شاہ نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"یہ حویلی کے باہر چھپ کر دیکھ رہا تھا، جیسے کچھ ڈھونڈ رہا ہو۔" ایک آدمی نے جواب دیا۔

سلیمان شاہ نے احسن کی طرف دیکھا، "تم یہاں کیا کر رہے تھے؟"

احسن خاموش رہا۔

اچانک، زویا اور دیگر لڑکیاں اندر داخل ہوئیں۔ان کے ہاتھ میں تھیلے تھے، جن میں کچھ پیکٹس موجود تھے۔احسن نے غور سے دیکھا، اور اس کا دل لرز گیا—— یہ منشیات تھیں۔

زویا انہی لوگوں کے ساتھ ملی ہوئی تھی۔

سلیمان نے زویا کی طرف دیکھا، "یہ بول کیوں نہیں رہا؟ اسے ختم کر دو۔"

پھر اس نے زویا کو ایک پستول تھما دیا۔

زویا نے پستول کو مضبوطی سے پکڑا، مگر اس کی آنکھوں میں حیرانی تھی۔

احسن کا دماغ ساکت ہو گیا۔زویا کو اس پر گن تانتے دیکھ کر وہ سکتے میں تھا۔

زویا کا ہاتھ کانپ رہا تھا، جبکہ احسن کی نظروں میں بے شمار سوالات تھے۔

اور پھر۔

◈◈◈

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔۔۔۔

زویا نے پستول مضبوطی سے پکڑا، اس کی سانسیں تیز ہو رہی تھیں۔ کمرے میں ایک پل کے لیے خاموشی چھا گئی۔

پھر، زویا نے اچانک رخ موڑا اور گن سلیمان کی طرف تان لی۔ اس کے ساتھ ہی، باقی تینوں لڑکیوں نے بھی اپنی بندوقیں نکال لیں اور سلیمان کے محافظوں پر تان لیں۔

"سلیمان تم نے کیا سوچا تھا؟ کہ ہم ہمیشہ تمہارے غلام رہیں گے؟" زویا نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

سلیمان کے چہرے پر ایک لمحے کے لیے حیرانی آئی، پھر وہ ہنسا، "تم مجھے مارنے کا سوچ بھی نہیں سکتی، زویا۔" لیکن جیسے ہی وہ اپنی بندوق نکالنے کے لیے جھکا، زویا نے ٹریگر دبا دیا۔ گولی اس کے کندھے میں لگی اور وہ لڑکھڑا گیا۔

اسی لمحے، گولیوں کا طوفان برپا ہو گیا۔ زویا اور اس کی ساتھیوں نے دشمنوں پر تابڑ توڑ حملہ کر دیا۔ ہر طرف دھواں اور چیخ و پکار تھی۔

زویا نے احسن کی طرف دیکھا جو ایک کرسی سے بندھا ہوا تھا۔ وہ تیزی سے دوڑی، ایک چاقو نکالا اور رسی کاٹ کر اسے آزاد کر دیا۔ احسن ابھی بھی حیرت میں تھا کہ اچانک ایک کرائے کے قاتل نے اسے دبوچ لیا اور اس کے سر پر بندوق رکھ دی۔

"ایک حرکت بھی کی تو تمہارا دوست گیا!" اس نے دھاڑتے ہوئے کہا۔

زویا نے ایک لمحے کے لیے دشمنوں کو نظر انداز کیا اور بندوق سیدھا اس آدمی کی طرف کی۔

احسن خوف سے پیچھے ہٹنے لگا، مگر زویا کی آنکھوں میں اعتماد تھا۔

"احسن، بس خاموش رہو۔" اس نے کہا۔

"زویا، مت مارو!" احسن چلایا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔۔۔۔

لیکن ایک لمحے کی تاخیر کے بغیر، زویا نے ہیڈ شاٹ مار دیا۔ دشمن موقع پر ڈھیر ہو گیا اور احسن سکتے میں کھڑا رہ گیا۔

"چلو!" زویا نے اس کا ہاتھ پکڑا اور باہر کی طرف دوڑی۔ راستے میں جو بھی آیا، زویا اور اس کی ساتھیوں نے اسے ختم کر دیا۔

باہر پہنچ کر، زویا نے ایک جیپ اسٹارٹ کی۔ احسن بغیر سوچے سمجھے اس میں بیٹھ گیا۔ جیسے ہی جیپ آگے بڑھی، ایک اور کرائے کا قاتل سامنے آ گیا۔ زویا نے بنا ہچکچاہٹ جیپ سیدھا اس کی طرف دوڑا دی۔ وہ چیخ کر ایک طرف ہٹا اور جان بچا کر بھاگ نکلا۔

گیٹ بند تھا، مگر زویا نے رفتار کم کرنے کے بجائے اور تیز کر دی۔

"زویا، رکو! گیٹ سے ٹکرا جائیں گے!" احسن چیخا۔

"یہی پلان ہے!" زویا نے جواب دیا اور جیپ زوردار دھماکے سے گیٹ توڑ کر باہر نکل گئی۔

اسی لمحے، زویا کا فون بجا۔ "صاحبہ" کا نمبر اسکرین پر چمک رہا تھا۔

"زویا، شہریار ہمیں مار ڈالے گا!" صاحبہ نے غصے میں کہا۔

"مجھے پتا ہے، صاحبہ۔ لیکن اب ہمیں جلدی بیس پر ملنا ہو گا۔ ہم وہاں شہریار پر بات کریں گے۔" زویا نے جلدی سے کہا۔

احسن ابھی بھی شاک میں تھا۔ اس نے زویا کی طرف دیکھا اور کہا، "ہمیں پولیس کے پاس جانا چاہیے!"

زویا تلخ ہنسی، "اور جیل میں جا کر بیٹھ جائیں؟"

احسن کچھ لمحوں کے لیے خاموش ہو گیا، پھر بولا، "تو پھر ہم جا کہاں رہے ہیں؟ اور یہ شہریار کون ہے؟"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔۔۔۔

زویا نے ایک نظر اس پر ڈالی، جیسے اس نے بہت بڑا جرم کر دیا ہو کہ احسن کو اس سب میں گھسیٹ لیا۔

اچانک، پیچھے سے ایک رکشہ ان کی جیپ سے ٹکرا گیا۔ زویا نے پیچھے دیکھا، دو موٹر سائیکلیں اور رکشہ ان کا پیچھا کر رہے تھے، ان پر ہتھیار بند لوگ سوار تھے۔

"احسن، ڈرائیونگ سنبھالو!" زویا نے جلدی سے پیچھے سے ایک AK-47 اٹھائی۔

"کیا؟! میں کیسے ـــــ" احسن نے ابھی کہنا ہی چاہا تھا کہ زویا نے زبردستی اس کے کانوں میں ہیڈ فون لگا دیے۔

"یہ کیا کر رہی ہو؟" احسن چیخا۔

"بس چپ رہو! اور اپنی حد میں رہو! میں نے تمہیں کہا تھا کہ میرے پیچھے مت آنا!" زویا نے غصے سے کہا اور پھر فائرنگ شروع کر دی۔

گولیاں چلنے لگیں، دشمنوں کی گاڑیاں قلابازیاں کھانے لگیں، مگر ایک دشمن جیپ پر کود پڑا۔

زویا کی گولیاں ختم ہو چکی تھیں۔ اس نے ایک لمبی سانس لی اور چاقو نکال لیا۔

"اچھا تو ہاتھا پائی؟ ٹھیک ہے!" وہ بڑبڑائی اور حملہ کر دیا۔

احسن نے ایک نظر ڈالی اور کہا، "یا اللہ! یہی زویا تھی جو جار نہیں کھول سکتی تھی؟!"

زویا نے گھٹنا مار کر دشمن کو زمین پر گرایا، مگر وہ پھر اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ ایک دوسرے پر گھونسے برسانے لگے۔ اچانک زویا نے دشمن کا کان پکڑ لیا اور مروڑ دیا۔

"آآآہ! چھوڑو! چھوڑو!" وہ چیخا۔

"تم نے مجھ پر حملہ کیا، اب بھگتو!" زویا نے کہا اور ایک زوردار لات مار کر اسے نیچے گرا دیا۔

احسن ابھی بھی اسٹیئرنگ پکڑے حیرت میں تھا۔ "زویا، پلیز، بس کرو! ہمیں زندہ رہنا ہے!"

زویا نے آخری دشمن پر وار کیا اور کہا، "ٹھیک ہے، چلو۔ لیکن تم گاڑی سیدھی چلاؤ، نہیں تو اگلی بار تمہیں بھی ایسے ہی نیچے پھینک دوں گی!"

جیپ تیز رفتاری سے پرانی انارکلی کی گلیوں میں داخل ہوئی۔ زویا نے مہارت سے گاڑی پارلر کے سامنے روکی اور دروازہ کھولا۔ احسن ابھی تک سکتے میں تھا۔ جیسے ہی وہ باہر نکلا، اس نے ارد گرد نظر دوڑائی۔

"یہ کہاں آ گئے ہیں ہم؟" احسن نے حیرت سے پوچھا۔ "تم نے کہا تھا کہ ہم بیس جا رہے ہیں!"

زویا خاموش رہی، وہ بے فکری سے آگے بڑھ رہی تھی، جیسے احسن کی بات سن ہی نہیں رہی۔ احسن جھجھک کر اس کے پیچھے چل دیا، لیکن پھر رک گیا۔

"زویا، میں یہاں اکیلا آدمی ہوں!" وہ سرگوشی میں بولا، "یہ تو صرف عورتوں کا بیوٹی پارلر لگتا ہے!"

یہ کہتے ہی پارلر میں موجود تمام خواتین نے اس کی طرف دیکھا۔ کچھ نے مسکراتے ہوئے ایک دوسرے کو کہنیاں ماریں، جبکہ کچھ نے سنجیدگی سے اس کا جائزہ لیا۔ احسن نے گڑبڑا کر اپنا کالر سیدھا کیا اور سر جھکا لیا۔

"یہاں آؤ!" زویا نے اچانک اسے پکڑ کر ڈریسنگ روم کی طرف کھینچ لیا۔

"زویا! تم سب کے سامنے مجھے کہاں گھسیٹ رہی ہو؟" احسن نے احتجاج کیا۔

لیکن زویا نے کوئی جواب نہیں دیا، وہ ڈریسنگ روم کے اندر گئی اور اچانک ایک دیوار پر ہاتھ رکھا۔

KOH NOVELS - URDU

کڑک! دیوار ایک طرف سرک گئی اور اندر ایک خفیہ راستہ نمودار ہوا۔ احسن کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

"یہ کیا ہے؟" وہ دھیرے سے بولا۔

زویا اندر چلی گئی اور احسن، تجسس میں مبتلا ہو کر، اس کے پیچھے چل دیا۔ جیسے ہی وہ اندر داخل ہوا، اس نے جو منظر دیکھا، اس نے اسے دنگ کر دیا۔

یہ کسی بیوٹی پارلر کا عقبی کمرہ نہیں تھا، بلکہ ایک پوری تنظیم کا خفیہ ہیڈ کوارٹر تھا۔ ہر طرف عورتیں تھیں، کوئی گنز لوڈ کر رہی تھی، کوئی مارشل آرٹس کی مشق کر رہی تھی، اور کچھ جدید گاڑیوں کے ساتھ کھڑی ہدایات لے رہی تھیں۔

"یہ سب۔۔۔ عورتیں؟" احسن زیر لب بڑبڑایا۔ "یہ سب کیا ہے، زویا؟"

اسی لمحے، ایک معمر خاتون زویا کے قریب آئی۔ اس کے چہرے پر سختی اور آنکھوں میں گہری چمک تھی۔

"یہ کون ہے، نورِ سیّاہ؟" خاتون نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

زویا نے گردن جھکائی، "میرا شوہر ہے، میم۔"

احسن کا دل دھک سے رہ گیا۔ "نورِ سیّاہ؟ یہ کون ہے؟ زویا علی، میری بیوی، تمہارا اصلی نام تو زویا ہے، نا؟"

زویا نے گہرا سانس لیا اور نظریں چراتے ہوئے کہا، "میرا اصلی نام رویا ہی ہے۔۔۔ اور میرا دوسرا نام ہے نورِ سیّاہ اور میں ایک۔۔۔" اس نے ایک لمحے کے لیے رُک کر احسن کی طرف دیکھا۔

"کیا؟" احسن نے بے چینی سے پوچھا۔

زویا نے آنکھیں بند کر کے سرد لہجے میں کہا، "میں ایک گینگسٹر ہوں۔"

احسن کے پیر جیسے زمین میں دھنس گئے۔اس کے ذہن میں سب کچھ دھندلا پڑ گیا۔وہ کرسی پر بیٹھ گیا، جیسے اس کی ٹانگوں نے اس کا وزن اٹھانے سے انکار کر دیا ہو۔

"میری۔۔۔بیوی۔۔۔ایک گینگسٹر ہے؟" وہ ہکلا کر بولا،اور پھر سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔

GangsterWife

◈◈◈

احسن کو اپنے سامنے بیٹھی زویا—— نہیں، نورِ سیّاہ——پر یقین نہیں آ رہا تھا۔وہ لڑکی جو ہنستی تھی، مذاق کرتی تھی، آج اس کے سامنے ایک مجرموں کی دنیا کی لیڈر کے روپ میں بیٹھی تھی۔

کمرے کے ایک کونے میں ایک باوقار اور سخت مزاج معمر خاتون کھڑی تھیں، جنہیں سب 'میم ریحانہ' کے نام سے جانتے تھے۔وہ زویا کی سرپرست اور اس خفیہ تنظیم کی بانی تھیں۔ان کی خاموش موجودگی بھی کسی حکم کی طرح محسوس ہوتی تھی۔

"اب بتاؤ، زویا۔۔۔تمہاری کہانی کیا ہے؟" احسن نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔

زویا نے ایک پل کو آنکھیں بند کیں، جیسے ماضی کے زخم پھر سے جاگ اٹھے ہوں۔

"میں ایک عام سی لڑکی تھی، احسن۔۔۔میرے والدین ایک باعزت خاندان سے تھے۔ میرے ابو کا گولڈ برانڈ تھا کئی فیکٹریاں تھی، امی کا پارلر چین پورے ملک میں مشہور تھا۔وہ چاہتے تھے میں نرم، خوبصورت، اور 'عورت' والی دنیا میں رہوں۔۔"

"اور تم؟ تم چاہتی کیا تھیں؟" احسن نے تجسس سے پوچھا۔

"میں۔۔۔لڑنا چاہتی تھی۔میں مضبوط بننا چاہتی تھی، کیونکہ وہ ہمیشہ کہتے تھے—— 'کاش بیٹا ہوتا!'" زویا کی آنکھیں بھر آئیں۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔۔۔۔

"تو تم نے خود کو بیٹا بنایا؟" احسن نے دھیرے سے کہا۔

"ہاں۔ میں نے لڑنا سیکھا۔ برداشت کرنا سیکھا۔ سب کچھ ٹھیک چل رہا تھا۔۔۔ جب تک شہریار ہماری زندگی میں نہیں آیا۔"

احسن کے چہرے پر ایک جھٹکا آیا، اور بے ساختہ بولا، "شہریار؟ کون ہے وہ؟ اور وہ تمہاری زندگی میں کیسے آیا؟"

زویا کی آنکھوں میں جیسے طوفان اُمڈ آیا، مگر اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی، صاحبہ کمرے میں داخل ہوئی۔

"بس کرو اب، دونوں۔ احسن، تم فریش ہو جاؤ۔ تمہیں ابھی مکمل سچ سننے کا وقت نہیں آیا۔"

احسن، جو ابھی بہت کچھ جاننا چاہتا تھا، بے بسی سے اٹھا اور ایک کمرے میں چلا گیا۔

کمرہ-رات

احسن بیڈ پر بیٹھا تھا، اب بھی زویا کی باتیں ذہن میں گونج رہی تھیں۔

"میں گینگسٹر ہوں۔۔۔ شہریار نے میری فیملی تباہ کر دی۔۔۔"

دروازے پر دستک ہوئی۔

ٹھک ٹھک۔

دروازہ کھولا تو سامنے صاحبہ کھڑی تھی، سنجیدہ انداز میں۔

"ہمیں تمہارا فون چاہیے، احسن۔"

"کیا؟" احسن حیرت سے بولا، "کیوں؟"

"کیونکہ اسے ٹریس کیا جا سکتا ہے۔ ہم رسک نہیں لے سکتے۔"

احسن نے پیچھے دیکھا، زویا دروازے کے باہر خاموش کھڑی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔۔۔۔

چپ چاپ، اس نے اپنا فون صاحبہ کو دے دیا اور پھر بیڈ پر بیٹھ گیا۔

صاحبہ باہر چلی گئی۔ زویا اندر آئی۔

"احسن، میں جانتی ہوں یہ سب الجھاؤ والا ہے۔۔۔ مگر تمہیں مجھ پر بھروسہ کرنا ہوگا۔ میں ہر چیز سنبھال سکتی ہوں۔"

احسن کا چہرہ سخت تھا۔ "پہلے کیوں نہیں بتایا مجھے؟ کیوں اکیلے سب کچھ سہتی رہی؟"

زویا آہستہ سے اس کے پاس بیٹھ گئی۔ "مجھے لگا تم نہیں سمجھو گے۔۔۔ بس تمہارا ساتھ چاہیے تھا۔"

پھر اچانک، اس نے احسن کو زور سے گلے لگا لیا—زور سے، جیسے برسوں کی تھکن اس کے کندھوں پر ہو۔

زویا رو رہی تھی۔

احسن ساکت ہو گیا۔ وہ حیران تھا، جس لڑکی نے دشمنوں سے لڑائی کی، گولیاں چلائیں، آج وہ اس کے سینے سے لگ کر بچوں کی طرح رو رہی تھی۔

"عورت چاہے جتنی طاقتور ہو۔۔۔ اپنے پسندیدہ مرد کے سامنے بچی بن جاتی ہے۔"

احسن نے آہستہ سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ "میں ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں، زویا۔"

اتنے میں دروازہ کھلا۔

صاحبہ اندر آئی، ہاتھ میں کھانے کی ٹرے تھی۔

"کھانے کا وقت ہو گیا ہے۔" اس نے کھنکھارتے ہوئے کہا۔

زویا اور احسن جلدی سے ایک دوسرے سے الگ ہو گئے۔ احسن نے ادھر اُدھر دیکھنا شروع کر دیا، جبکہ زویا کا چہرہ شرم سے لال ہو گیا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔۔۔۔

صاحبہ نے مسکراتے ہوئے کھانا میز پر رکھا، پھر زویا کو دیکھ کر بولی، "ویسے، زویا۔۔۔ تم یہ سب ڈیزرو کرتی ہو۔ چار سال سے تم اس سے محبت کر رہی ہو۔"

احسن نے چونک کر زویا کی طرف دیکھا، پھر حیرت سے انگلیوں پر گننے لگا، "چار سال؟ 1, 2, 3۔۔۔ 4 سال؟"

"لیکن۔۔۔ تم تو مجھے صرف پانچ مہینے سے جانتی ہو!" وہ حیران رہ گیا۔

زویا شرم سے چپ ہو گئی۔ جیسے کسی نے اس کی چوری پکڑ لی ہو۔

صاحبہ ہنستی ہوئی کمرے سے باہر نکلی، "اب تم دونوں carry on کر سکتے ہو۔۔۔"

احسن اب بھی ہکّا بکّا زویا کو دیکھ رہا تھا۔ "تم چار سال سے مجھے جانتی ہو۔۔۔ کیسے؟"

زویا ابھی بھی، چپ، نظریں جھکائے۔

کوریڈور میں

صاحبہ ہنستی جا رہی تھی۔ اور ان دونوں کی بحث کی آواز سن رہی تھی۔ اچانک، اس کا فون بجا۔

Incoming Call: UNKNOWN 📞

صاحبہ نے فون اٹھایا۔

"ہاں؟"

آواز آئی، "شہریار نے حرکت شروع کر دی ہے۔ وقت کم ہے۔۔۔"

صاحبہ کی مسکراہٹ ختم ہو گئی۔ وہ تیز قدموں سے واپس مڑی، اور زویا کی طرف دوڑتے ہوئے بولی،

"زویا! شہریار کا پتہ چل گیا ہے!"

زویا نے فوراً رخ موڑا، چہرہ سخت ہو گیا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔۔۔۔

"میم ریحانہ کو اطلاع دو۔۔۔وقت آ گیا ہے۔"

احسن نے حیرت سے پوچھا، "کس چیز کا وقت؟"

زویا نے اس کی طرف دیکھا، آنکھوں میں وہی پرانا درد اور غضب تھا۔

"جنگ کا۔"

"وہ صرف ایک بیوی نہیں تھی، وہ ایک کہانی تھی—— گولیوں، رازوں اور انتقام کی کہانی۔"

"جب محبت نے پردہ ہٹایا، تو پیچھے ایک گینگسٹر کھڑی تھی۔

◈◈◈

احسن کو نیند نہیں آ رہی تھی۔ وہ مسلسل کروٹیں بدل رہا تھا، دماغ میں ہزار سوالات گونج رہے تھے۔ زویا کا ماضی، شہریار شیر دل، میم ریحانہ، اور سب سے بڑھ کر، زویا کی چار سال پرانی محبت۔۔۔

وہ کتنے دنوں سے ایک ایسی دنیا میں جی رہا تھا جس کا اسے اندازہ ہی نہیں تھا؟

اس نے خود کو کوسا، "مجھے پہلے ہی سمجھ جانا چاہیے تھا!"

لیکن اب وقت ضائع کرنے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔

ٹھک ٹھک!

دروازے پر دستک ہوئی۔

"کون؟" احسن نے سوال کیا۔

"میں ہوں، زویا۔"

"ویسے میں اوپر پارلر کی چھت پر جا رہا ہوں کوئی مسئلہ تو نہیں ہے اگر چلا جاؤں تو؟"

احسن نے سر کھجاتے ہوئے کہا اور زویا یہ بات جانتی تھی کہ اس کا دم گھٹتا ہے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔۔۔۔

"ٹھیک ہے میں ابھی چھت پر چلتی ہوں۔" زویا معصوم سی آواز میں بولی۔

چھت پر ہلکی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ زویا نے ایک گہری سانس لی اور نیچے شہر کی روشنیوں کو دیکھنے لگی۔ وہ دونوں کرسیوں پہ ایک ساتھ بیٹھے تھے کرسیوں کا رخ باہر ٹیرس کی طرف تھا جہاں سے شہر کا بہت خوبصورت علاقہ نظر آتا تھا یہ انارکلی بازار تھا جہاں پہ ہر وقت چہل پہل رہتی تھی۔

"تم جانتے ہو، احسن؟ جب میں چھوٹی تھی تو مجھے لگا تھا کہ دنیا بہت خوبصورت ہے۔ لیکن پھر سب بدل گیا۔"

"شہریار کی وجہ سے؟"

زویا کی آنکھیں سخت ہو گئیں۔

"ہاں۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ میں زندہ رہوں۔ میں اس کے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ تھی۔ میرے ماں باپ کو مار دیا گیا، میرا سب کچھ تباہ ہو گیا۔۔۔ اور پھر میں نے خود کو بدل لیا۔"

"یہ شہریار تمہاری زندگی میں آیا کیسے اور وہ تمہارا لگتا کیا ہے؟"

"میں یہ سب نہیں بتانا چاہتی۔" اس کی آنکھوں میں دوبارہ سے آنسو بھرے تھے۔

جب بھی احسن کے سامنے شہریار کا ذکر کیا جاتا تھا اور ذکر تو کیا جاتا تھا لیکن اس کے بارے میں اسے کچھ بھی بتایا نہیں جاتا تھا وہ سب جاننا چاہتا تھا کہ یہ سب کیوں ہے یہ سب گینگسٹر مل کے شہریار کو کیوں ختم کرنا چاہتے ہیں اور شہریار اور زویا کا کیا رشتہ ہے۔

"تو اب؟"

"اب؟ اب میں اسے ختم کروں گی۔" زویا کی آنکھیں لال تھی اور وہ کافی غصے میں تھی اس کا مقصد صاف تھا شہریار شیر دل کا خاتمہ لیکن کیوں شہریار نے اس کا کیا بگاڑا تھا اس کو کیوں ختم

کرنا چاہتی تھی اس کا اس سے رشتہ کیا تھا یہ بہت سارے سوال تھے جو ایسے احسن کو پریشان کر رہے تھے۔۔

تبھی زویا نے لمبی سانس لی اور احسن کے کندھے پر سر رکھ لیا۔احسن نے غور کیا وہ سو چکی ہے۔اور وہ اس کو نیند سے بیدار نہیں کرنا چاہتا تھا اس لیے اس کو اپنے دونوں ہاتھوں سے اٹھایا اس طریقے سے کہ وہ جاگ نہ جائے اور سیڑھیوں سے نیچے لے گیا کافی سنبھل سنبھل کر وہ نیچے اترنے لگا وہ زویا کی سانسیں سن سکتا تھا وہ اس کو کافی سکون پہنچا رہی تھیں اور اس کو نیچے اپنے کمرے میں لے جا کر بستر پر لٹا دیا اور پیچھے ہونے لگا تبھی زویا نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور وہ وہیں پہ بیٹھ گیا۔

اگلے دن جب زویا کی انکھ کھلی تو وہ کافی حیران تھی کہ وہ احسن کی موجودگی میں کیسے سو گئی وہ ہمیشہ ہوشیار رہتی تھی کوئی بھی دشمن اس کے قریب تک نہیں آسکتا تھا۔یہ واحد احسن ہی تھا جو اسے سکون دیتا تھا۔احسن بھی بستر کے ساتھ لگا سو رہا تھا اس نے اسے اٹھانے کی کوشش نہیں کی۔وہ وہاں سے اٹھی اور کنٹرول سینٹر کی طرف چلے گی۔

کنٹرول سینٹر کے اندر، میم ریحانہ، صاحبہ، ادیبہ، زویا اور باقی سب افراد ایک میز کے گرد جمع تھے۔

سامنے PC ہوٹل کا نقشہ رکھا تھا، اور ادیبہ نے لیپ ٹاپ پر ہوٹل کے مختلف راستے دکھائے۔

میم ریحانہ نے اپنی جیب سے دو VIP انٹری ٹکٹس نکالیں اور زویا اور صاحبہ کو دینے لگیں۔

"یہ لو، یہ تمہاری انٹری کے لیے ہیں۔ان سے تم اندر آسانی سے جا سکتی ہو۔"

لیکن ادیبہ نے فوراً ہاتھ سے ٹکٹس روک دیں۔

"نہیں، میم، یہ غلط آئیڈیا ہے۔ اگر ہم ویٹرز کے بھیس میں جائیں تو زیادہ محفوظ رہیں گے۔ اور اسے ہم پورے پی سی ہوٹل کا جائزہ بھی لے سکیں گے اگر وہ ٹکٹس سے ٹریس کر لیں تو؟"

میم ریحانہ نے گہری سانس لی۔

"اچھی بات ہے۔"

زویا نے مسکرا کر ادیبہ کی طرف دیکھا، "مجھے تمہاری پلاننگ پر ہمیشہ بھروسہ رہتا ہے!"

ادیبہ نے فخریہ انداز میں گردن جھٹکی، "تمھارا شکریہ زویا!" زویا ہمیشہ اپنے ساتھیوں کی تعریف کرتی تھی۔

وہ ان کی خاموش قربانیوں، ان دیکھے زخموں اور بے آواز وفاؤں کو بھی محسوس کر لیتی تھی—— جیسے ہر درد اس کے دل پہ لکھا گیا ہو۔

"میں بھی ساتھ جا رہا ہوں!" احسن نے جوش سے کہا۔

زویا نے سخت نظروں سے اسے دیکھا۔ وہ وہاں پر کھڑا تھا

"نہیں، تم یہاں رہو گے۔" زویا نے اپنی کڑواہٹ والی آواز میں اسے کہا۔

"کیا؟ کیوں؟" احسن حیران تھا۔

"کیونکہ تمہیں تانیہ کا خیال رکھنا ہے۔" وہ بڑبڑا رہی تھی اور پتہ نہیں کیا بولی جا رہی تھی۔

"تانیہ؟ کون تانیہ؟" احسن اب تانیہ کے بارے میں جاننا چاہتا تھا۔ اس کے سامنے نئے سے نئے لوگوں کا ذکر ہوئی جا رہا تھا۔

اسی لمحے ایک چھوٹی، معصوم بچی اندر آئی۔ وہ گلابی فراک میں ملبوس تھی اور ہاتھ میں ٹیڈی بیئر تھا۔

"یہ ہے تانیہ،" صاحبہ نے کہا، "میری بیٹی۔"

احسن کا منہ کھل گیا۔

"کیا؟ یہ تمہاری بیٹی ہے؟" وہ سوچ میں پڑ گیا کہ صاحبہ کی شادی کب ہوئی اور شادی تو شادی اس کی ایک بیٹی بھی ہے صاحبہ نے اپنے آپ کو بالکل فٹ رکھا ہوا تھا۔

"ہاں، اور آج سے تم اس کے بے بی سٹر ہو!"

"کیا؟ میں؟ نہیں، بالکل نہیں!"

"یہ کوئی بحث نہیں ہے، احسن۔" زویا نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"یہ تو ظلم ہے!" احسن نے سر پکڑ لیا۔

صاحبہ زویا اور ادیبہ مشن کے لیے روانہ ہو گئے وہ لوگ پی سی ہوٹل کے باہر گئے وہ ایک وین میں موجود تھے فوراً صاحبہ اور زویا نے اپنے کپڑے بدلے اور ویٹرز کا بیس لے لیا اور اندر داخل ہو گئے ان دونوں نے کان میں وائرلیس پہنی ہوئی تھی جن سے ادیبہ ان سے گفتگو کر سکتی تھی۔۔ادیبہ وین میں ہی بیٹھی رہی اور ان سے رابطے میں تھی اور اپنی کمپیوٹر سکرین پر مختلف کیمرا ز دیکھ رہی تھی

احسن اور تانیہ بیس میں بیٹھے تھے۔احسن غصے میں تھا کہ اسے اس خطرناک مشن سے باہر رکھا گیا، جبکہ تانیہ اپنی ہی دنیا میں تھی، ہاتھ میں ٹیڈی بیئر لیے کھیل رہی تھی۔

تانیہ اپنی چھوٹی چھوٹی انگلیوں سے ٹیڈی بیئر کے کان مروڑ رہی تھی، اور احسن آرام سے کرسی پر ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔کچھ دیر کی خاموشی کے بعد احسن نے بات شروع کی۔

"تمہیں پتہ ہے میں کیا کرتا ہوں؟" اس نے مسکرا کر پوچھا۔

تانیہ نے سر اٹھایا اور بے زاری سے بولی، "ہاں، ماما نے بتایا تھا کہ تم ٹیچر ہو۔"

"ہاں، مگر کس سبجیکٹ کے؟" احسن نے شرارت سے آنکھیں سکیڑیں۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔۔۔۔

"پتہ نہیں، شاید آرٹ؟ یا پھر کوئی مزے والا سبجیکٹ؟" تانیہ نے لاپرواہی سے کندھے اچکائے۔

احسن ہنسا، "نہیں جی، میں Maths پڑھاتا ہوں!"

تانیہ نے فوراً منہ بنالیا، جیسے اس نے کوئی بہت ہی بورنگ بات سن لی ہو۔ "اُف، Maths! مجھے تو یہ سب سے زیادہ بورنگ لگتا ہے!"

احسن نے حیرانی سے پوچھا، "کیوں بھئی؟ Maths میں کیا مسئلہ ہے؟"

تانیہ نے جھٹ جواب دیا، "مسئلہ! مسئلے ہی مسئلے ہیں اور یہ بس بورنگ ہے! اتنے سارے نمبرز، اتنے لمبے لمبے سوال۔۔۔ کوئی مزے کی بات ہی نہیں ہوتی!"

"تو پھر تمہیں کیا پسند ہے؟" احسن نے دلچسپی سے پوچھا۔

تانیہ نے فخریہ انداز میں کہا، "مجھے وہ چیزیں پسند ہیں جو cool ہوتی ہیں! جیسے میری ماما۔۔۔ اور آنٹی زویا!"

احسن نے ہنستے ہوئے سر ہلایا، "تو میتھس cool کیوں نہیں ہو سکتا؟"

تانیہ نے ایک نظر اس پر ڈالی، جیسے وہ بہت بے وقوفی کی بات کر رہا ہو۔ "کیونکہ میتھس میں کوئی action نہیں ہوتا، کوئی thrill نہیں ہوتا، جیسے ماما اور آنٹی زویا کرتی ہیں!"

احسن نے گہری سانس لی اور مسکراتے ہوئے بولا، "چلو، ایک دن میں تمہیں ایسا میتھس سکھاؤں گا جو بالکل تمہاری پسند کی طرح cool ہوگا۔"

تانیہ نے مشکوک نظروں سے اسے دیکھا، "اچھا۔۔۔ دیکھتے ہیں!"

اچانک، تانیہ نے اپنے ٹیڈی کے پیٹ کی زِپ کھولی اور اندر سے PC ہوٹل کے وہی VIP ٹکٹس نکالے جو میم ریحانہ نے دیے تھے!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔۔۔۔

احسن نے حیرت سے آنکھیں پھیلا لیں۔

"یہ کہاں سے آئیں؟"

تانیہ شرارتی انداز میں مسکرائی، "آنٹی ریحانہ نے ایک میز پر رکھی تھی، میں نے چھپالی تھیں!"

"کیا؟ کیوں؟"

"تاکہ ہم بھی جا سکیں!"

"لیکن زویا نے منع کیا ہے!"

"اوہ! تمہیں کیا لگتا ہے، وہ تمہاری ماں ہے؟"

"نہیں، لیکن۔۔۔"

"تو پھر آؤ!"

احسن نے کچھ سوچا۔۔۔ پھر سر جھٹکا۔

"چلو!"

وہ اس کو لے کر بیس میں پھرنے لگی۔

"تم مجھے کہاں لے کر جا رہی ہو؟"

وہ کافی حیران تھا اس کو ویسے راستوں سے لے کر جا رہی تھی جس کو اس کو نہیں پتہ تھا۔

"وہ دیکھو!"

تانیہ نے سامنے ایک ہیوی بائک کی طرف اشارہ کیا او بائک دیکھنے میں بہت خوبصورت تھی اور تیز ترین لگ رہی تھی۔

احسن نے جلدی سے بائیک نکالی اور تانیہ کو پیچھے بٹھایا۔

"یہ تمہاری پہلی بائیک رائیڈ ہے نا؟" احسن نے پوچھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔۔۔۔

"ہاں! لیکن میں نے بائیک ویڈیوز بہت دیکھی ہیں۔"

"اچھا؟ کون سی؟"

"وہ والی جہاں بائیک ہوا میں اُڑتی ہے!"

احسن نے جھٹکا کھایا، "میرے ساتھ ایسی امید مت رکھنا!"

"اوکے، بس تیز چلانا!"

احسن نے بائیک اسٹارٹ کی اور PC ہوٹل کی طرف روانہ ہوا۔

ہوٹل کے اندر، زویا اور صاحبہ ویٹرز کے بھیس میں اندر داخل ہو چکی تھیں۔

زویا نے ارد گرد نظر دوڑائی۔ سب کچھ پلان کے مطابق جا رہا تھا۔

لیکن پھر۔۔۔

قدموں کی گونج سنائی دی۔

دروازہ کھلا۔

اور اندر ایک قد آور، خطرناک شخصیت داخل ہوئی۔

شہریار شیر دل۔

ہر طرف خاموشی چھا گئی۔

زویا کی مٹھیاں سخت ہو گئیں۔

"اب کھیل شروع ہوتا ہے۔۔۔"

ہوٹل کے باہر، سیکورٹی گارڈز اینٹری چیک کر رہے تھے۔

احسن نے VIP ٹکٹس نکالیں۔

"یہ لو، انٹری پاس!"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔۔۔۔

گارڈ نے غور سے دیکھا اور سر ہلایا، "تم اندر جا سکتے ہو۔ لیکن۔۔۔ بچی کہاں جا رہی ہے؟"

احسن فوراً بولا، "یہ میری بیٹی ہے!"

"پاپا جلدی ادھر چلے نا۔"

گارڈ نے حیرت سے تانیہ کو دیکھا، جو معصومیت سے مسکرا رہی تھی۔

"کیا؟ یہ؟"

تانیہ نے فوراً احسن کو پاپا پاپا پاپا بولنا شروع کر دیا۔

گارڈ نے فوراً راستہ دے دیا، "چلو، جاؤ!"

احسن نے جلدی سے تانیہ کو کھینچا اور اندر لے گیا۔

"یہ کیا بکواس تھی؟" احسن نے سرگوشی کی۔

"میں نے ایک ڈرامے میں سنا تھا، اور یہ کام کر گیا، ہے نا؟"

احسن نے آسمان کی طرف دیکھ کر گہری سانس لی۔

"زویا مجھے مار ڈالے گی!"

لیکن اب وہ اندر تھے۔

◈◈◈

احسن اور تانیہ اندر داخل ہوئے تو حیران رہ گئے—سامنے ایک شاندار فیشن شو جاری تھا۔ ریمپ پر ماڈلز واک کر رہے تھے، اور ہال میں ملک کی بڑی بڑی ایلیٹ پارٹیاں موجود تھیں۔ مشہور بزنس مین، نامور فیشن ڈیزائنرز، اور کئی مشہور برانڈز کے نمائندے وہاں موجود تھے۔ تانیہ اس ماحول سے بے حد متاثر ہو رہی تھی، جبکہ احسن کسی قدر محتاط نظر آ رہا تھا۔ اچانک تانیہ کی نظر کھانے کی میز پر پڑی، اور وہ پرجوش لہجے میں بولی،

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔۔۔۔

"احسن، دیکھو! یہاں آئس کریم مل رہی ہے، میں جا کر کھاتی ہوں!"

یہ کہہ کر وہ فوراً کھانے کی میز کی طرف بڑھ گئی۔احسن حیران رہ گیا——وہ تانیہ کو سمجھدار سمجھتا تھا، مگر وہ یہاں کے ماحول کو بھول کر آئس کریم میں مگن ہو چکی تھی۔

"تانیہ، رکو!"احسن نے روکنے کی کوشش کی، مگر وہ پہلے ہی ویٹر کے پاس پہنچ چکی تھی۔اس نے ویٹر سے آئس کریم مانگی،اور جیسے ہی آئس کریم ملی،اس نے مزے سے کھانا شروع کر دیا۔

"یہ تو لاجواب ہے! پستہ بادام فلیور ہے، میرا فیورٹ! احسن، تم بھی کھا کر دیکھو!"تانیہ نے خوش ہو کر کہا۔

احسن بوکھلا گیا اور فوراً ویٹر سے پوچھا،

"بھائی،اس کے پیسے دینے پڑیں گے؟"

ویٹر کچھ لمحے حیرت سے اسے دیکھتا رہا، پھر بولا،

"نہیں جناب، تمام انوائٹڈ مہمانوں کے لیے کھانا فری ہے۔"

یہ سن کر احسن کی جان میں جان آئی،اور اس نے بھی آئس کریم لے لی۔اب وہ دونوں مزے سے کھانے میں مصروف ہو گئے۔

ادھر شہریار شیر دل فیشن شو کے سامنے والی نشستوں میں بیٹھ چکا تھا۔وہ ریمپ کے بالکل قریب اپنی مخصوص کرسی پر براجمان تھا، جہاں سب لوگ اس کا استقبال کر رہے تھے۔وہ ایک نہایت بااثر اور طاقتور شخص لگ رہا تھا——بڑی بڑی فیکٹریوں کا مالک، کئی کاروباروں کا سرپرست۔اس کے ارد گرد ہر وقت باڈی گارڈز موجود رہتے تھے،اور اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سا جلال تھا۔جو بھی اس کی آنکھوں میں دیکھتا، خوفزدہ ہو جاتا۔

شو میں بیٹھے ہر فرد کو اس سے ملنے کی خواہش تھی، مگر ایک شخص ایسا بھی تھا جو اس سے ملنے نہیں، بلکہ اسے ختم کرنے آیا تھا۔

زویا کی نظریں شہریار پر جم چکی تھیں۔ وہ غصے سے لبریز تھی، اور آگے بڑھنے ہی والی تھی کہ صاحبہ نے اس کا راستہ روک لیا۔

"زویا، تم کیا کرنے جا رہی ہو؟ تم ہمارے سارے پلان پر پانی پھیر دو گی!" صاحبہ نے گھبرا کر کہا۔

زویا چونک گئی، جیسے خواب سے جاگی ہو۔ اس کی آنکھوں میں آنسو جھلملانے لگے۔

"مجھے معاف کرنا، میں بھول گئی تھی۔۔۔" زویا نے سر جھکا لیا۔

"ہمیں ادیبہ کے اشارے کا انتظار کرنا ہے!" صاحبہ نے اسے یاد دلایا۔

زویا نے گہرا سانس لیا اور سر ہلایا، پھر دونوں نے ادیبہ کے اشارے کا انتظار شروع کر دیا۔

ادیبہ باہر وین تھی۔ اس نے کان میں موجود ڈیوائس کے ذریعے دونوں کو ہدایت دے رہی تھی۔

جس کو سن کر صاحبہ اور زویا نے اپنی پوزیشن سنبھال رہی تھی۔ دونوں ویٹرز کے روپ میں لوگوں میں گھل مل چکی تھیں، اور ارد گرد کی صورتحال کا جائزہ لے رہی تھیں۔ شہریار کے گرد پانچ گارڈز تعینات تھے، سب کے ہاتھوں میں AK-47 تھی۔ اس کے علاوہ، ایک سنائپر بھی بلند مقام پر موجود تھا، جو ہر حرکت پر نظر رکھے ہوئے تھا۔

تبھی ادیبہ بولی: "کیمرے بند کر دیے ہیں لڑکیوں۔۔۔ شہریار بچنا نہیں چاہیے لڑکیوں!"

صاحبہ اور ادیبہ دونوں چلنے لگ پڑی۔ "ہمارے پاس صرف پانچ منٹ ہیں، جو ہمارے مشن کو کامیاب بھی بنا سکتے ہیں اور ناکام بھی!" صاحبہ نے زویا کو خبردار کیا۔

صاحبہ نے جیسے ہی حملے کی تیاری مکمل کی، اچانک اس کی نظر احسن اور تانیہ پر پڑی، جو ابھی تک آئس کریم کھا رہے تھے۔

"یہ دونوں یہاں کیا کر رہے ہیں؟" صاحبہ کے چہرے پر غصہ چھا گیا، اور وہ تیزی سے ان کی طرف بڑھی۔

"احسن! تانیہ! تم یہاں کیا کر رہے ہو؟" اس کا لہجہ سخت تھا۔

احسن گڑبڑا گیا،

"ہم۔۔۔ ہم بس دیکھنے آئے تھے کہ سب کچھ ٹھیک ہے یا نہیں۔ تمہیں کوئی پریشانی تو نہیں؟"

"ہمیں کوئی پریشانی نہیں، لیکن تمہیں بیس پر ہونا چاہیے تھا! میں چاہتی تھی کہ تم تانیہ کی حفاظت کرو، اور تم اسے بھی ساتھ لے آئے؟" صاحبہ غصے میں بولی۔

احسن نے بے بسی سے تانیہ کی طرف دیکھا اور کہا: "تانیہ مجھے یہاں لے کر آئی ہے میں کوئی نہیں یہاں آنا چاہتا تھا۔"

"میں تو چھوٹی بچی ہوں، اکیلے یہاں کیسے آسکتی تھی؟" تانیہ نے معصومیت سے کہا، اور دوبارہ آئس کریم کھانے میں مصروف ہو گئی۔

زویا دھیرے دھیرے شہریار کی طرف بڑھ رہی تھی۔ وہ لوگوں کے درمیان سے گزرتی ہوئی بالآخر اس کے قریب جا پہنچی۔

گارڈز نے اسے روکنے کی کوشش کی، مگر شہریار نے ہاتھ کے اشارے سے انہیں منع کر دیا۔

"واہ، چھوٹی بہن کیسی ہو؟" شہریار نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔۔۔۔

زویا خاموش رہی۔

شہریار مسکراتے ہوئے کرسی سے اٹھا، اور اس کے قریب آیا۔

"تم نے میرے تمام پارٹنرز کو مار دیا۔۔۔ کیا خوب لڑتی ہو!"

پھر وہ پیچھے ہٹ کر صاحبہ پر نظر ڈالتے ہوئے بولا،

"واہ! تمہاری ساتھی بھی یہاں موجود ہے۔۔۔ میرے شوٹرز اگر اسے ختم کر دیں تو؟"

وہ قہقہہ لگا کر ہنسا، ایک شیطانی ہنسی۔۔۔

زویا کا خون کھول اٹھا۔ اس نے فوراً گن نکالی اور شہریار پر تان دی۔

شہریار کی مسکراہٹ یکدم غائب ہو گئی۔

"اگر تم نے گولی چلائی تو سب سے بڑی بے وقوف کہلاؤ گی!" شہریار نے سرد لہجے میں کہا۔

"ہاں، میں بے وقوف ہوں، شہریار!" زویا نے غصے میں کہا—اور گولی چلا دی!

◈◈◈

گولی چلتے ہی ہال میں ایک لمحے کے لیے سناٹا چھا گیا۔ سب کی آنکھیں حیرت سے زویا اور شہریار پر جم گئیں۔ لیکن جیسے ہی آواز گونجی، گارڈز فوراً حرکت میں آ گئے—ہر طرف ہلچل مچ گئی۔

لیکن۔۔۔ گولی شہریار کو نہیں لگی تھی!

شہریار کے قریب کھڑے ایک گارڈ نے برق رفتاری سے اسے پیچھے دھکیل دیا تھا، اور گولی اس گارڈ کے کندھے میں جا لگی۔ اس کے ساتھ ہی گارڈز نے اپنی AK-47 سیدھی کر دی اور زویا پر نشانہ باندھ لیا۔

"زویا، ہٹو!" صاحبہ نے چیختے ہوئے اسے پیچھے کھینچا۔

ادیبہ کی آواز ایئر پیس میں گونجی، "یہاں سے فوراً نکلنا ہو گا! ہمارے پاس وقت نہیں!"

لیکن شہریار۔۔۔وہ پر سکون تھا۔

وہ اپنی کرسی پر دوبارہ بیٹھ گیا،ایک ہاتھ میں وائن کا گلاس تھا۔اس نے اپنے خون میں لت پت گارڈ کو دیکھا اور ہلکا سا قہقہہ لگایا۔

"زویا یا نور سیاہ کس نام سے بلاؤں تمہیں؟۔۔۔"شہریار نے آہستہ سے کہا۔"تمہیں لگتا ہے، مجھے یوں ختم کر دو گی؟ تمہیں لگتا ہے میں بغیر تیاری کے یہاں آیا ہوں؟"

اگلے ہی لمحے، کچھ ایسا ہوا جو کسی نے سوچا بھی نہ تھا۔

ہال کی تمام لائٹس بند ہو گئیں۔ مکمل اندھیرا چھا گیا۔لوگ چیخنے لگے۔گارڈز ایک دوسرے کو بلانے لگے۔

یہ ادیبہ کی چال تھی!

اندھیرا چھاتے ہی زویا نے دوڑنے کے بجائے تیزی سے دیوار کے ساتھ پوزیشن لے لی۔وہ ایک بھاگتی ہوئی عام لڑکی نہیں تھی، وہ ایک قاتل تھی—تربیت یافتہ، بے رحم، اور ہر حملے کے لیے تیار۔

"ادیبہ، سنائپرز کہاں ہیں؟"زویا نے ایئر پیس میں سرگوشی کی۔

"چھت پر تین نشانچی ہیں، تمہاری ہر حرکت دیکھ رہے ہیں—اور ایک کو حکم ملا ہے کہ جیسے ہی تم نکلو، تمہارا سر اڑا دے!"ادیبہ نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

زویا کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی۔"تو میں انہیں ذبح کر دوں؟"

ادیبہ کی آواز میں حیرت تھی،"زویا، وقت ضائع مت کرو! نکلو یہاں سے!"

لیکن زویا نے نظر انداز کر دیا۔ وہ جھکی، گن لوڈ کی، اور ایک ٹیبل پر قدم جما کر چھت کے ستون کی طرف دوڑ لگائی۔ ایک گارڈ نے اس کا راستہ روکنے کی کوشش کی، لیکن زویا کی کہنی سیدھی اس کے گلے پر لگی—ایک ہی جھٹکے میں وہ نیچے گر گیا۔

"پہلا شکار!" زویا بڑبڑائی۔

اب اس کا ہدف سنائپرز تھے۔ چھت تک پہنچنے کے لیے اسے ایک تنگ لوہے کی سیڑھی پر چڑھنا تھا، جو سیدھی اوپر جاتی تھی۔ جیسے ہی وہ چڑھنے لگی، سنائپرز متحرک ہو گئے۔

"زویا ہدف کے قریب ہے، گولی مارو!" ایک گارڈ نے وائرلیس پر کہا۔

لیکن اس سے پہلے کہ وہ فائر کرتا، زویا نے اپنی پسٹل نکالی اور ایک درست نشانے سے اس کے ہاتھ میں گولی مار دی۔ گن اس کے ہاتھ سے گری اور چھت پر لڑھک گئی۔

"حرکت مت کرو!" دوسرے سنائپر نے چیخ کر کہا اور اپنی گن سیدھی کی۔

لیکن زویا پہلے ہی ہوا میں تھی۔

وہ ایک زبردست فلپ مار کر سیدھا اس کے پیچھے آ گئی اور اس کی گردن پر اتنی تیزی سے وار کیا کہ وہ سنبھل بھی نہ سکا—زور سے نیچے گرا اور بے ہوش ہو گیا۔

"آخری بچا ہے۔۔۔" زویا نے سرگوشی کی اور چھت پر دوڑ لگائی۔

تیسرا سنائپر، جو سب سے خطرناک تھا، اب بھی نشانے پر تھا۔ جیسے ہی اس نے گولی چلائی، زویا ایک لمحے میں پیچھے جھکی، گولی اس کے بالوں کو چھوتی ہوئی گزر گئی!

زویا نے زمین پر ایک رول مارا، اور جیسے ہی وہ اٹھی، گن کا رخ سنائپر کی طرف کر دیا۔

"تم نے غلط نشانہ لیا!" زویا نے کہا، اور ایک ہی شاٹ میں اس کا کام تمام کر دیا۔

اب اس کے سامنے ایک واضح راستہ تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔۔۔۔

لیکن۔۔۔ جیسے ہی وہ پلٹی، کوئی پیچھے تھا۔

ایک مضبوط ہاتھ اس کی کلائی پر لپٹا، اور ایک آہنی گرفت میں اسے پیچھے کھینچ لیا گیا۔

"کہاں جا رہی ہو، بہنا؟" شہریار کی سرگوشی سنائی دی۔

زویا کی سانسیں رک گئیں۔ اس نے جھٹکے سے پیچھے دیکھا—شہریار کی آنکھوں میں وحشت اور جنون چمک رہا تھا۔

زویا نے فوراً اپنا ہتھیار سیدھا کیا، لیکن شہریار نے برق رفتاری سے اس کا ہاتھ مروڑ دیا۔

اندھیرے میں احسن کی نظریں فوراً تانیہ کو تلاش کرنے لگیں۔ چھ سال کی معصوم بچی اس ہنگامے میں کھو نہ جائے، یہ اس کے لیے سب سے بڑا مسئلہ تھا۔

"تانیہ! کہاں ہو؟" وہ گھبرا کر بولا۔

"یہاں ہوں، احسن!" تانیہ کی چھوٹی سی آواز کہیں قریب سے آئی۔

احسن نے فوراً اس کے چھوٹے چھوٹے ہاتھ تھام لیے اور بولنے لگا، "ہمیں یہاں سے نکلنا ہوگا، جلدی چلو!"

"لیکن میری آئس کریم!" تانیہ نے ضد کی۔

"تانیہ، یہاں گولیاں چل رہی ہیں!" احسن نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"لیکن آئس کریم تو کھانی ہے نا، احسن! وہ مجھے واپس دو، ورنہ میں نہیں جاؤں گی!" تانیہ نے رونے والے انداز میں کہا۔

احسن نے بے بسی سے اپنے سر پر ہاتھ مارا۔ "یہ بچی پورے مشن کی تباہی کروا دے گی!"

اس سے پہلے کہ احسن کچھ اور کہتا، اچانک دو گارڈز اندھیرے میں ٹارچ لیے ان کی طرف بڑھے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔۔۔۔

"اوئے تم دونوں یہاں کیا کر رہے ہو؟" ایک گارڈ چلایا۔

"چلو تانیہ، جلدی!" احسن نے اس کا ہاتھ پکڑا اور دوڑ لگا دی۔

لیکن جیسے ہی وہ بھاگنے لگے، تانیہ نے رک کر ضدی انداز میں کہا، "مجھے خود دوڑنا ہے، تم میرا ہاتھ مت پکڑو!"

"تانیہ، ابھی ڈرامہ مت کرو!" احسن نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"میں خود دوڑوں گی!" تانیہ نے ضد پکڑ لی اور اپنی چھوٹی چھوٹی ٹانگوں سے خود دوڑنے لگی۔

احسن نے سر پکڑ لیا، "یا اللہ، یہ کون سی مصیبت ہے!"

گارڈز اب ان کے قریب پہنچ رہے تھے۔

"ہم پکڑے جائیں گے!" احسن نے سرگوشی کی۔

لیکن اگلے ہی لمحے، ایک حیرت انگیز واقعہ ہوا۔

تانیہ اچانک رک گئی، مڑی، اور دونوں ہاتھ کمر پر رکھ کر گارڈز کو گھورنے لگی۔

"رکو! تم لوگ میرے پیچھے کیوں آ رہے ہو؟" تانیہ نے غصے سے کہا۔

گارڈز لمحے بھر کے لیے حیران رہ گئے۔

"کیا؟" ایک گارڈ نے حیرت سے پوچھا۔

"تمہیں پتہ ہے میں کون ہوں؟" تانیہ نے سخت لہجے میں کہا۔

گارڈز نے ایک دوسرے کو حیرانی سے دیکھا۔

"کک۔۔۔ کون ہو تم؟" دوسرے گارڈ نے سوال کیا۔

تانیہ نے اپنی چھوٹی ناک چڑھائی اور پر اعتماد لہجے میں بولی، "میں شہریار کی چھوٹی بہن ہوں!"

احسن کی آنکھیں پھٹ گئیں۔ "یہ بچی کیا بول رہی ہے؟"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔۔۔۔

گارڈز ایک دم الرٹ ہو گئے۔ "کیا؟ شہریار صاحب کی بہن؟"

"ہاں!" تانیہ نے گردن اکڑا کر کہا۔ "تمہیں نہیں پتہ، میں بہت خطرناک ہوں! اگر تم نے مجھے ہاتھ بھی لگایا، تو بھائی جان تمہیں ختم کر دیں گے!"

اب گارڈز تذبذب کا شکار ہو گئے۔ "لیکن ہمیں تو حکم ملا ہے کہ کسی کو بھی باہر نہ جانے دیں۔۔۔"

"تمہیں حکم ملا ہے، مجھے نہیں!" تانیہ نے چمکدار آنکھوں سے کہا۔ "اب میں اگر یہاں سے جانا چاہوں تو تم روک سکتے ہو؟"

گارڈز ہچکچانے لگے۔ "یہ تو شہریار صاحب کی بہن نکل آئی۔۔۔"

احسن نے فوراً موقع دیکھا اور سرگوشی کی، "ہاں بھائی، یہ شہریار کی بہن ہے! اگر تم نے اسے روکا، تو شہریار خود تمہیں مار ڈالے گا!"

◈◈◈

احسن نے ابھی تانیہ کو سنبھالا ہی تھا کہ گارڈز کو اچانک احساس ہوا—"یہ جھوٹ بول رہے ہیں!"

"یہ شہریار صاحب کی بہن نہیں ہے!" ایک گارڈ دھاڑا اور فائر کرنے کے لیے بندوق اٹھائی۔

احسن گھبرا گیا!

"او بھائی، پہلے فیصلہ تو کر لو! کبھی مانتے ہو، کبھی نہیں؟" احسن نے گھبراہٹ میں کہا اور تانیہ کے آگے کھڑا ہو گیا۔

احسن فوراً پیچھے ہٹا، گھبراہٹ میں اس کا پیر قالین میں الجھا، اور وہ دھڑام سے سیدھا گارڈ پر جا گرا!

گارڈ چیخا، لیکن حقیقت میں احسن کی کہنی سیدھی اس کے ناک پر لگی، اور وہ بے ہوش ہو کر نیچے گر گیا۔

صاحبہ حیرت سے بولی، "تم یہ کیا کر رہے ہو؟!"

احسن نے حیرت سے اپنے ہاتھوں کو دیکھا۔ "مطلب۔۔۔ میں نے مار دیا؟"

"ہاں، اور اب ویسے ہی دو تین اور گرا دو!" صاحبہ نے جھنجھلا کر کہا اور گن اٹھاتے ہوئے باقی گارڈز پر فائر کھول دیا۔

ابھی احسن سنبھلا ہی تھا کہ ایک اور گارڈ اس پر حملہ کرنے لپکا۔

احسن نے گھبراہٹ میں ایک قریبی میز سے جوس کا گلاس اٹھا کر اندھا دھند گارڈ کی طرف پھینک دیا! گلاس سیدھا گارڈ کی آنکھوں میں جا لگا۔

"اوہ میری آنکھیں! میں کچھ دیکھ نہیں پا رہا!" گارڈ درد سے چلایا۔

صاحبہ نے موقع دیکھا اور ایک جھٹکے میں اسے ڈھیر کر دیا۔

تانیہ تالیاں بجاتے ہوئے بولی، "واہ احسن بھائی! آپ تو ہیرو نکلے!"

احسن (ہانپتے ہوئے): "ہاں۔۔۔ میرا بھی یہی خیال ہے۔۔۔"

لیکن جیسے ہی اس نے گن اٹھانے کی کوشش کی، وہ ہاتھ سے پھسل کر سیدھی دشمن کے پاؤں میں جا لگی!

گارڈز حیران ہو کر نیچے دیکھنے لگے، اور صاحبہ نے فوراً ان پر فائر کھول دیا۔

احسن نے سر پکڑ لیا۔ "یار! یہ اصل میں کافی خطرناک چیز ہے!"

شہریار نے گرجدار آواز میں حکم دیا: "نور سیاہ میرے پاس ہے باقی سب کو مار دو!"

◈◈◈

ہال میں تناؤ اپنے عروج پر تھا۔ شہریار کے گارڈز چاروں طرف پھیل چکے تھے، بندوقیں تیار، جیسے کسی بھی لمحے سب کچھ ختم ہو سکتا تھا۔ زویا، احسن، صاحبہ، اور تانیہ فرار ہونے کی کوشش میں تھے، لیکن شہریار کا وجود ان کے راستے میں دیوار بن کر کھڑا تھا۔

اچانک، شہریار نے آگے بڑھتے ہوئے کہا:

"زویا! یہ سب ختم ہو سکتا ہے!"

زویا کے قدم رک گئے۔ اس نے پلٹ کر شہریار کو دیکھا، جو سکون سے اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔

"مجھے وہ کاغذات دے دو، میں سب چھوڑ دوں گا۔۔۔ تمہیں بھی، صاحبہ کو بھی، سب کو!"

زویا کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔ وہ پوری طاقت سے اپنی کلائی چھڑانے کی کوشش کر رہی تھی، لیکن شہریار کی گرفت آہنی تھی۔

"کاغذات؟ کون سے کاغذات؟" زویا نے غصے سے کہا۔

شہریار نے گہری سانس لی، جیسے اپنی اشتعال انگیزی کو قابو میں رکھ رہا ہو۔

"زیادہ چالاک بننے کی ضرورت نہیں، زویا! مجھے وہ کاغذات چاہئیں جو بابا کے پاس تھے۔۔۔ جو اب تمہارے پاس ہیں!"

زویا کے چہرے پر نفرت چھا گئی۔ "وہی کاغذات جن کے لیے تم نے میری فیملی کو قتل کیا؟ میری ماں، میرے والد، سب کچھ چھین لیا؟"

شہریار کے لبوں پر ہلکی مسکراہٹ تھی، لیکن آنکھوں میں درندہ صفت چمک تھی۔

"قتل؟ نہیں۔۔۔ یہ بزنس ہے، زویا۔ تمہارے والد کے پاس کچھ ایسا تھا جو میرا ہونا چاہیے تھا، اور تم جانتی ہو کہ طاقتور لوگ جو چاہتے ہیں، لے لیتے ہیں، اور تم طاقتور نہیں ہو۔"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔۔۔۔

زویا کا دل نفرت سے بھر گیا۔اس کی مٹھیاں سختی سے بند ہو گئیں، آنکھوں میں غصے اور دکھ کی شدت تھی۔

"تمہیں وہ کاغذات چاہییں؟ وہی کاغذات جن کی وجہ سے تم نے میرا سب کچھ مجھ سے چھین لیا؟ میری ماں، میرے باپ۔۔۔ میرا گھر۔۔۔ میرا سکون؟"

شہریار خاموش رہا۔

"تم نے مجھے یتیم کیا، میرا سب کچھ تباہ کیا، صرف ان کاغذات کے لیے؟" زویا کی آنکھوں میں آگ جل رہی تھی۔ "اور اب تم مجھ سے کہہ رہے ہو کہ بس دے دو، اور سب ختم ہو جائے گا؟"

شہریار نے ایک لمحے کو آنکھیں بند کیں، پھر آہستہ سے بولا:

"یہی دنیا ہے، زویا۔۔۔ طاقتور ہمیشہ جیتتا ہے۔"

"طاقتور؟" زویا نے تلخ ہنسی ہنسی۔ "تم طاقتور نہیں ہو، شہریار! تم ایک کمزور آدمی ہو، جو کاغذ کے چند ٹکڑوں کے پیچھے بھاگ رہا ہے۔"

بندوقوں کی آوازیں گونج رہی تھیں، چیخیں سنائی دے رہی تھیں، اور ہر طرف بھاگم بھاگ مچی تھی۔

شہریار کے گارڈز نے پوری جگہ کو گھیر رکھا تھا۔ شہریار خود آگے بڑھ کر زویا کی طرف بڑھ رہا تھا جب اچانک ایک نامانوس آواز گونجی:

"رُک جاؤ! سب کے سب، ہاتھ اوپر کر لو!"

شہریار نے چونک کر پلٹ کر دیکھا، اور ایک لمحے کے لیے حیران رہ گیا۔ ایک دبلا پتلا، گھبرایا ہوا شخص، جو پسینے میں بھیگا ہوا تھا، ایک کانپتی ہوئی بندوق ہاتھ میں لیے کھڑا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔۔۔۔

یہ احسن تھا۔

گارڈز ایک لمحے کو رکے، جیسے سوچ رہے ہوں کہ یہ شخص آخر ہے کون؟ شہریار نے اپنی بندوق نیچے کی اور نرمی سے مسکرایا، جیسے کسی بے ضرر چیز کو دیکھ رہا ہو۔

"اور تم کون ہو، بھئی؟" شہریار نے دلچسپی سے پوچھا۔

احسن نے گہری سانس لی، بندوق کو مضبوطی سے پکڑنے کی کوشش کی، مگر اس کے ہاتھ لرز رہے تھے۔

"زویا کو چھوڑ دو!" اس نے جتنی سخت آواز میں کہہ سکتا تھا، کہا۔

شہریار نے ایک قہقہہ لگایا۔ "یہ تو مزے کی بات ہے۔۔۔ ایک بندہ جو خود چلنے سے زیادہ کانپ رہا ہے، وہ ہمیں دھمکانے آیا ہے؟"

گارڈز بھی ہلکا سا ہنسنے لگے۔

شہریار آہستہ آہستہ آگے بڑھا، اس کی نظریں احسن کے کانپتے ہاتھوں پر جمی تھیں۔

"جانتے ہو؟" وہ دھیرے سے بولا، اس کی آواز میں ہلکی سی طنزیہ مسکراہٹ تھی۔ "میں نے بہت سے لوگوں کو تمہاری طرح بندوق پکڑتے دیکھا ہے۔۔۔ وہ لوگ جنہوں نے کبھی گولی نہیں چلائی۔ ان کے ہاتھ کانپتے ہیں، سانس بے ترتیب ہو جاتی ہے۔۔۔ اور جب ٹریگر دبانے کا وقت آتا ہے——"

وہ تھوڑا اور قریب آیا، جیسے احسن کی ہمت آزما رہا ہو۔

"وہ یا تو بندوق گرا دیتے ہیں۔۔۔ یا پھر خود کو مصیبت میں ڈال دیتے ہیں۔"

احسن نے بے یقینی سے شہریار کو دیکھا۔ اس کی سانس تیز ہو چکی تھی، ماتھے پر پسینہ چمک رہا تھا۔

"تو بولو احسن، تم کون ہو؟ وہ جو گولی چلا دیتا ہے۔۔۔ یا وہ جو بندوق گرا دیتا ہے؟"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔۔۔۔

"میں۔۔۔میں مذاق نہیں کر رہا!" احسن نے ٹریگر پر انگلی سخت کی، لیکن پسینے میں بھیگ چکا تھا۔

"واقعی؟" شہریار نے قریب آ کر کہا، "تو چلا دو گولی۔۔۔ چلا سکتے ہو؟"

احسن کے حلق سے آواز نہیں نکلی۔اس کی آنکھوں میں خوف تھا،اور بندوق اب بھی لرز رہی تھی۔

"چلا دو،احسن!" زویا نے پیچھے سے چیخ کر کہا، "یہ وہی شخص ہے جس نے میری فیملی کو مارا! یہ وہی شخص ہے جس نے میری زندگی تباہ کی!"

احسن نے ایک لمحے کے لیے شہریار کی آنکھوں میں دیکھا۔

شہریار نے اپنا سینہ آگے کر دیا، جیسے چیلنج دے رہا ہو۔ "یہ رہا موقع،احسن۔ تم ہیرو بن سکتے ہو۔ چلا دو گولی!"

احسن کا سانس تیز ہونے لگا۔اس نے گن اٹھائی،اور۔۔۔

پٹاخ!

گولی چلی—لیکن احسن کی نہیں!

شہریار کے ایک گارڈ نے احسن کے ہاتھ سے بندوق چھیننے کی کوشش کی تھی،اور اسی ہاتھا پائی میں گولی دیوار سے جا ٹکرائی۔

"بزدل!" شہریار نے دانت پیستے ہوئے کہا اور گارڈ کو ہاتھ کے اشارے سے پیچھے ہٹایا۔

"اب تمہاری اصلیت سامنے آ گئی!" شہریار نے غصے سے کہا، "تم گولی نہیں چلا سکتے۔ تم کسی کو نہیں بچا سکتے۔ تم ایک ڈرپوک انسان ہو!"

احسن نے بے بسی سے زویا کو دیکھا، جس کی آنکھوں میں غصہ اور مایوسی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔۔۔۔

"لے جاؤ اسے!" شہریار نے اشارہ کیا، اور احسن کو ایک دھکا دے کر زمین پر گرا دیا گیا۔

فضا میں تناؤ بڑھنے لگا۔ احسن نے آہستہ سے زویا کی کلائی پکڑنے کی کوشش کی، لیکن وہ پیچھے ہٹ گئی۔

"یہ سب کچھ میں تمہیں کبھی نہیں دوں گی!" زویا چیخی۔

اور اسی لمحے، ایک گارڈ نے تانیہ کو پکڑ لیا۔

"یہ آخری موقع ہے، زویا!" شہریار نے سخت لہجے میں کہا۔ "وہ کاغذات دو اور تانیہ ہمارے ساتھ جائے گی!"

زویا کے اندر کشمکش جاری تھی۔ اس نے ایک نظر احسن پر ڈالی، جو پہلے ہی غصے سے کانپ رہا تھا۔ صاحبہ کے چہرے پر بے چینی تھی۔

"کیا کہتی ہو، زویا؟" شہریار نے سکون سے پوچھا، "کیا اپنی دوست کی بیٹی کو بھی کھو دو گی؟"

زویا کی سانسیں تیز ہو گئیں۔ وہ کاغذات، اس کی سب سے بڑی کمزوری بھی تھے، اور سب سے بڑی طاقت بھی۔

"میں وہ کاغذات تمہیں کبھی نہیں دوں گی!" زویا کی آواز گونجی۔

اسی لمحے صاحبہ تانیہ کو بچانے کے لیے آگے بڑھیں۔

◈◈◈

صاحبہ کا چہرہ یکدم سفید پڑ گیا، جیسے زمین اس کے پیروں تلے سے کھسک گئی ہو۔

"نہیں۔۔۔ نہیں، یہ نہیں ہو سکتا!" اس نے کانپتی آواز میں کہا اور تیزی سے آگے بڑھی، لیکن ایک گارڈ نے اسے بازو سے پکڑ لیا۔

"رُک جاؤ، صاحبہ!" زویا نے اسے تھامنے کی کوشش کی، لیکن وہ پوری طاقت سے خود کو آزاد کروا کر تانیہ کی طرف لپکی۔

"یہ میری بیٹی ہے! اسے ہاتھ بھی لگایا تو جان لے لوں گی!" صاحبہ نے پوری طاقت سے گارڈ کے سینے پر مکا مارا، لیکن وہ ہلا بھی نہیں۔

شہریار نے بے زاری سے ایک نظر اس پر ڈالی۔

"کتنی عجیب بات ہے، صاحبہ۔۔۔ اپنی غلطیوں کی سزا بیٹی کو دلوا رہی ہو؟"

"میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گی!" صاحبہ کی آنکھوں میں وحشت تھی، لیکن شہریار کی مسکراہٹ مزید گہری ہو گئی۔

"تو پہلے اپنے آپ کو ان گارڈز سے آزاد کرو، پھر کوئی دھمکی دینا!"۔۔۔۔

احسن نے جلدی سے اپنی بندوق نکالی، لیکن اس کے ہاتھ لرز رہے تھے۔

"رُکو! خبردار اگر کسی نے گولی چلائی!" اس نے کانپتی آواز میں کہا، مگر شہریار نے ایک نظر اس کی طرف دیکھا اور ہنس دیا۔

"بندوق پکڑنے کا کوئی فائدہ نہیں، احسن۔۔۔ تم گولی نہیں چلا سکتے!"

"چلا سکتا ہوں!" احسن نے کہا، لیکن اس کا ہاتھ بری طرح لرز رہا تھا۔

"تو چلا دو!" شہریار نے آگے بڑھ کر کہا۔

احسن نے انگلی ٹریگر پر رکھی۔۔۔ مگر پسینے میں بھیگ گیا۔ وہ واقعی گولی نہیں چلا سکتا تھا!

"میں نے کہا، چھوڑ دو میری بیٹی کو!" صاحبہ چیخیں، لیکن شہریار نے ہاتھ اٹھایا، اور گارڈ نے تانیہ کو گھسیٹ کر اپنے ساتھ لے جانا شروع کر دیا۔

"تانیہ!" زویا چیخی اور آگے بڑھنے لگی، مگر شہریار نے اسے روک دیا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔۔۔۔

"کاغذات دو، زویا!"

زویا کے اندر بے بسی اور غصے کا طوفان مچ گیا تھا۔اس کی نظروں کے سامنے اس کی دوست کی بیٹی کو لے جایا جا رہا تھا،اور وہ کچھ نہیں کر پا رہی تھی۔

تانیہ کی چیخیں ہال میں گونج رہی تھیں،اور احسن کا چہرہ زرد پڑ گیا تھا۔

"اب تمہارے پاس زیادہ وقت نہیں، زویا!" شہریار کی آواز زہر سے بھری ہوئی تھی۔

"تم جیتو گے نہیں، شہریار!" زویا نے دانت پیس کر کہا۔

"یہ وقت بتائے گا۔۔۔" شہریار مسکرایا اور ایک اشارہ کیا۔

شہریار نے ایک آخری نظر زویا پر ڈالی، جس کے چہرے پر نفرت، غصہ اور بے بسی سب کچھ تھا۔

"جانتی ہو، زویا۔۔۔ میں نے بابا سے ایک بار کہا تھا کہ میں جو چاہوں، لے لیتا ہوں۔آج دیکھ لو، میں نے تم سے بھی لے لیا!"

زویا کے ہونٹ کانپے، لیکن وہ کچھ کہہ نہ سکی۔

"بعض اوقات، زندگی میں کچھ چیزیں اپنی مرضی سے نہیں ہوتیں۔۔۔ طاقتور کی مرضی سے ہوتی ہیں!" شہریار نے ایک بھرپور قہقہہ لگایا صاحبہ کی طرف بڑھا پیچھے صرف زویا کی شکست خوردہ آنکھیں رہ گئیں۔

◈◈◈

فرش پر خون کی ایک لکیر تھی۔صاحبہ دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھی تھی،اس کے کپڑے خون میں بھیگ چکے تھے۔اس کی سانسیں بے ترتیب تھیں،اور آنکھوں میں تکلیف کے سائے تیر رہے تھے۔

"ماں!" تانیہ نے چیختے ہوئے آگے بڑھنے کی کوشش کی، لیکن گارڈز نے اسے بے دردی سے پیچھے کھینچ لیا۔

"نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔ میری بیٹی کو چھوڑ دو!" صاحبہ نے کانپتے ہاتھوں سے آگے بڑھنے کی کوشش کی، لیکن اس کے جسم نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا۔

زویا کا دل جیسے سینے میں پھٹنے کو تھا۔ وہ کچھ کرنے کے قابل نہیں تھی۔ احسن کی آنکھیں پھیل گئیں، اس کے ہاتھ پسینے سے بھیگ گئے۔

"شہریار۔۔۔!" صاحبہ نے بمشکل سر اٹھایا، اس کی آنکھوں میں وحشت تھی۔

شہریار نے ایک نظر اس پر ڈالی، جیسے اسے مزید تکلیف دے کر خوش ہو رہا ہو۔

"ایک بدقسمت ماں جو اپنی بیٹی کو نہیں بچا سکی۔۔۔" وہ ہنسا۔ "یہی طاقت کی دنیا ہے، صاحبہ۔ تمہارے جذبات یہاں کوئی معنی نہیں رکھتے!"

"میں۔۔۔ میں تمہیں معاف نہیں کروں گی۔۔۔!" صاحبہ کی آواز میں کانپاہٹ تھی، مگر نفرت بھی۔

"معافی؟" شہریار نے ہلکا سا قہقہہ لگایا اور پھر اچانک اپنا پستول نکال کر اس کی طرف سیدھا کر دیا۔

زویا کے اندر جیسے کوئی چیخ اٹھا۔

"نہیں۔۔۔!"

پٹاخ!

گولی کی آواز ہال میں گونجی۔

صاحبہ کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔اس کا جسم جھٹکے سے پیچھے ہوا،اور اگلے ہی لمحے وہ فرش پر گر گئی۔اس کے ہونٹوں سے ایک آخری کراہ نکلی،اور پھر خاموشی چھا گئی۔

زویا کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔احسن کی سانسیں بے ترتیب ہو گئیں۔

"ماں!"تانیہ کی چیخ پورے ہال میں گونج گئی،لیکن شہریار کے چہرے پر ذرا بھی پشیمانی نہ تھی۔

"اب چلو!"اس نے گارڈز کو اشارہ کیا اور تانیہ کو گھسیٹ کر باہر لے جانے لگا۔

زویا نے اپنے ہاتھوں میں صاحبہ کا بے جان جسم اٹھایا۔

"میں تمہیں نہیں چھوڑوں گی،شہریار!"اس کی آواز میں ایسا انتقام تھا جس کی گونج پوری فضا میں محسوس ہو رہی تھی۔

شہریار نے ایک آخری طنزیہ نظر زویا پر ڈالی،پھر ہنستا ہوا باہر نکل گیا۔

◈◈◈

رات کے سائے بیس پر چھائے ہوئے تھے۔ہر طرف ایک عجیب سی خاموشی تھی،ایک ایسا سناٹا جو دل کو بے چین کر دیتا تھا۔مشن کی تباہی نے سب کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔موت کی بو ہوا میں گھل چکی تھی۔یہ مشن بہت کچھ چھین چکا تھا،اور اب سب بکھرے ہوئے،ٹوٹے ہوئے محسوس کر رہے تھے۔

احسن ایک سنسان کمرے میں خاموش بیٹھا تھا۔وہ شاید خود سے باتیں کر رہا تھا،شاید کچھ سوچ رہا تھا،شاید بس اپنی ہار کو قبول کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔وہ کبھی نہیں سوچ سکتا تھا کہ یہ تنظیم اتنی خطرناک ہو گی،کہ یہاں لوگوں کی زندگیاں یوں ختم ہوں گی۔وہ صاحبہ کی موت سے بہت پریشان تھا اور اس کو اس بات کی بھی بہت زیادہ فکر تھی کہ تانیہ کو اس کے سامنے کیسے گھسیٹ کے لے کے جایا گیا۔۔۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔۔۔۔

وہ آنکھیں بند کیے بیٹھا تھا، مگر اس کے دماغ میں وہی منظر بار بار چل رہا تھا—— گولیوں کی آواز، چیخ و پکار، خون کی بو، ٹوٹے ہوئے خواب۔ یہ سب ایک عام انسان کے لیے قبول کرنا آسان نہیں تھا۔ صاحبہ کی موت کا منظر کے سامنے بار بار آرہا تھا۔۔۔

زویا اندر آئی، اس کے جسم پر چوٹوں کے نشانات واضح تھے، زخموں سے خون رس رہا تھا۔ وہ بمشکل چل رہی تھی، مگر اس کی آنکھوں میں وہی ضد، وہی جنون موجود تھا۔

"اگر جانا چاہتے ہو، تو جا سکتے ہو،" اس نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ "میں تمہیں روک نہیں رہی۔"

احسن نے سر اٹھایا۔ اس کی نظریں زویا کی زخمی حالت پر جم گئیں۔ وہ گہری سانس لیتا ہے، پھر آہستہ سے کھڑا ہوتا ہے۔ وہ زویا کے قریب آتا ہے اور بغیر کچھ کہے اسے بازو سے تھام کر بیڈ پر بٹھا دیتا ہے۔

زویا نے حیرانی سے اسے دیکھا، لیکن احسن کی آنکھوں میں اب کچھ اور تھا۔ پہلے وہ صرف حیران تھا، لیکن اب۔۔۔ غصہ۔

وہ دیوار کی طرف گھورنے لگا، جیسے کچھ سوچ رہا ہو، جیسے کوئی فیصلہ لے چکا ہو۔

"تم جاننا چاہتے ہو میں کون ہوں؟" زویا کی آواز سرد تھی۔ "میں یہ سب کیوں کر رہی ہوں؟ کیوں میں نہیں مرتی؟ کیوں پیچھے نہیں ہٹتی؟"

"میں بھی کبھی ایک عام لڑکی تھی،" زویا نے آہستہ آہستہ کہنا شروع کیا۔ "میری دنیا میرے ماں باپ تھے، میرا گھر میری پناہ گاہ تھی۔ مگر ایک رات۔۔۔ ایک رات سب ختم ہو گیا۔"

چھوٹی زویا علی، جس کی عمر صرف دس سال تھی، کمرے کے ایک کونے میں سمٹی بیٹھی تھی۔ دروازہ زور سے کھلا، اور اس کے بھائی کے ہاتھ میں بندوق تھی۔

رات کا سناٹا تھا، مگر زویا کے گھر میں طوفان آیا ہوا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔۔۔۔

زویا کا باپ، علی نواز، اپنے کمرے میں موجود تھا جب دروازہ زوردار دھماکے سے کھلا۔ اندر داخل ہونے والا شخص کوئی اجنبی نہیں تھا—وہ شہریار تھا، علی نواز کا گود لیا ہوا بیٹا۔

شہریار کے ہاتھ میں بندوق تھی، اس کی آنکھوں میں وحشت اور چہرے پر سفاک مسکراہٹ۔

وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا باپ کے سامنے آ کھڑا ہوا۔

"کیا سوچا تھا؟ کہ یہ بزنس ہمیشہ تمہارے پاس رہے گا؟" شہریار نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ "یہ فیکٹری۔۔۔ یہ پیسہ۔۔۔ سب میرا ہے۔ تم نے مجھے نام دیا، پر حق نہیں دیا۔ اب وقت آ گیا ہے کہ میں اپنا حق خود لے لوں!"

علی نواز نے سخت نظریں اس پر گاڑ دیں۔ "تمہاری ماں نے تمہیں اپنا بیٹا بنا کر اپنی کوکھ والے بیٹے جیسا پیار دیا۔۔۔ اور تم یہ سب جائیداد کے لیے کر رہے ہو؟"

شہریار ہنسا، ایک ایسا قہقہہ جو زویا کے کانوں میں گونجنے لگا۔ "محبت؟ ہاہ! یہ دنیا طاقت سے چلتی ہے، باپ۔۔۔ اور میں طاقت رکھتا ہوں۔"

زویا دروازے کے پیچھے کانپتی ہوئی چھپی تھی۔ اس کی دس سالہ آنکھوں میں خوف کے سائے تھے۔

شہریار نے ایک لمحہ ضائع کیے بغیر ٹریگر دبا دیا۔ ایک گولی چلی، اور علی نواز کے سینے سے خون پھوٹ پڑا۔ زویا نے چیخ دبانے کے لیے اپنے ہاتھ منہ پر رکھ لیے۔

ماں، نیلم علی، دوڑتی ہوئی آئی، مگر جیسے ہی اس نے شہریار کی طرف بڑھنے کی کوشش کی، شہریار نے اس پر بھی بندوق تان لی۔

"مجھے معاف کر دو۔۔۔ مگر تم بھی زندہ نہیں رہو گی!" شہریار نے زہریلی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

نیلم کی آنکھوں میں خوف اور بے بسی تھی۔ وہ پیچھے ہٹنے لگی، مگر علی نواز نے خون میں بھیگے ہاتھ سے زویا کو اشارہ کیا۔

"یہ لو۔۔۔" اس نے کانپتے ہاتھوں سے کچھ کاغذات زویا کی طرف بڑھائے۔ "یہ تمہیں ایک خاص جگہ لے جائیں گے۔۔۔ فوراً یہاں سے بھاگو!"

زویا کی آنکھوں میں آنسو تھے، مگر اس کے باپ نے کانپتے ہاتھوں سے اسے کچھ کاغذات تھمائے اور آخری بار سرگوشی کی:

"یہ لے جاؤ۔۔۔ اور یہاں سے بھاگو۔۔۔ یہ تمہیں نہیں چھوڑے گا!"

زویا لرزتے قدموں کے ساتھ آگے بڑھی، اس کے ہاتھ باپ کے خون میں رنگے کاغذات پکڑنے لگے۔

شہریار نے غصے سے بندوق گھمائی۔ "کہاں بھیج رہے ہو اسے؟ یہ بھی میرے راستے کی رکاوٹ ہے!"

لیکن علی نواز نے آخری زور لگایا اور اپنی زخمی حالت کے باوجود نیلم کو دھکیل کر پیچھے کیا۔ "بھاگو زویا! ابھی کے ابھی!"

زویا ایک جھٹکے سے دروازے کی طرف بھاگی۔ پیچھے سے گولی کی آواز آئی۔۔۔ نیلم کی چیخ۔۔۔ اور پھر سناٹا۔

زویا کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، مگر اس نے مڑ کر دیکھنے کی ہمت نہیں کی۔ وہ اندھیرے میں بھاگتی گئی، کاغذات مضبوطی سے تھامے ہوئے۔

شہریار کے قہقہے کی آواز گھر میں گونج رہی تھی، مگر زویا جانتی تھی—یہ آخری ملاقات نہیں تھی۔ ایک دن وہ لوٹے گی، اور اس خون کے قرض کا حساب لے گی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔۔۔۔

وہ اندھیرے میں بھاگ گئی۔اس کی معصومیت اس رات ہمیشہ کے لیے ختم ہو گئی۔

وہ کاغذات اسے ایک مخصوص جگہ لے جانے کے بارے میں بتا رہے تھے۔جب وہ وہاں پہنچی تو اسے یقین نہیں آیا—یہ ایک بیوٹی پارلر تھا؟ مگر جب اس نے اندر قدم رکھا، تو حقیقت کچھ اور نکلی۔

رات کا اندھیرا گہرا ہو چکا تھا۔زویا علی کے قدم تیز تھے،اس کے ہاتھوں میں وہ کاغذات مضبوطی سے دبے ہوئے تھے جو اس کے والد نے اپنی آخری سانسوں میں اسے دیے تھے۔وہ ابھی تک اس صدمے سے باہر نہیں آئی تھی کہ اس کی دنیا پل بھر میں کیسے اجڑ گئی۔

اس نے وہ ایڈریس غور سے دیکھا جو کاغذات میں درج تھا۔وہ ایک چھوٹے سے بیوٹی پارلر کے سامنے کھڑی تھی۔یہ کوئی عام جگہ نہیں لگ رہی تھی، مگر اسے یہی جگہ تلاش کرنی تھی۔

زویا نے ہلکی سی دستک دی۔اندر سے ایک دبلی پتلی، مگر پُر وقار عورت باہر نکلی۔اس نے زویا کو سر سے پاؤں تک دیکھا اور سخت لہجے میں پوچھا، "کیا چاہیے؟"

زویا نے کانپتے ہاتھوں سے کاغذات آگے بڑھائے۔عورت نے انہیں غور سے پڑھا، پھر زویا کی آنکھوں میں جھانکا۔"آؤ میرے ساتھ۔"

زویا کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔اندر داخل ہوتے ہی وہ حیران رہ گئی۔یہ واقعی کوئی بیوٹی پارلر نہیں تھا۔یہ ایک خفیہ تنظیم کا ہیڈ کوارٹر تھا۔

عورت اسے ایک لمبے کوریڈور سے گزار کر ایک کمرے میں لے گئی جہاں ایک باوقار مگر سخت نظر آنے والی خاتون بیٹھی تھیں۔"مام ریحانہ، یہ لڑکی آئی ہے۔"

میم ریحانہ نے کاغذات دیکھے اور زویا کی طرف نظریں اٹھائیں۔"تمہارا نام؟"

"زویا علی۔"

"تمہاری ماں کا نام؟"

زویا کو حیرت ہوئی، مگر اس نے جواب دیا۔ "نیلم علی۔"

میم ریحانہ کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک آئی۔ "کیا تمہیں معلوم ہے کہ تمہاری ماں کبھی یہاں کی بہترین ایجنٹ رہی ہے؟"

زویا کا دل زور سے دھڑکا۔ "کیا؟"

میم ریحانہ نے سرد لہجے میں کہا، "ہاں، نیلم علی کبھی اس تنظیم کا فخر تھی، مگر پھر وہ چلی گئی۔ ہم نہیں جانتے کیوں۔ اب تم یہاں ہو، اور تمہیں ثابت کرنا ہوگا کہ تم بھی اس قابل ہو۔"

زویا کے دل میں بے شمار سوالات جنم لے رہے تھے، مگر ابھی وقت نہیں تھا۔

میم ریحانہ نے ایک لڑکی کو آواز دی۔ "یہ صاحبہ ہے، آج سے تمہاری ٹریننگ پارٹنر۔ دیکھتے ہیں تم کتنی سخت ہو۔"

زویا نے سامنے کھڑی لڑکی کو دیکھا۔ وہ دبلی پتلی مگر تیز نظر آتی تھی۔ صاحبہ نے طنزیہ انداز میں زویا کو گھورا اور کہا، "دیکھتے ہیں تم کتنی دیر تک ٹک سکتی ہو۔"

زویا نے گہری سانس لی۔ اسے معلوم تھا کہ اب پیچھے ہٹنے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔

پہلا سبق—درد اور بقا۔

پہلے ہی دن زویا کو سخت آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑا۔ صاحبہ نے اس سے سخت رویہ اپنایا، لیکن جلد ہی اسے احساس ہوا کہ زویا آسانی سے ہار ماننے والی نہیں۔ وہ ہر تکلیف، ہر چوٹ کو برداشت کر رہی تھی۔

ٹریننگ روم میں میم ریحانہ کھڑی تھیں۔ "دیکھتے ہیں تم کتنی ہمت رکھتی ہو۔"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔۔۔۔

زویا کے سامنے ایک لکڑی کا بلاک تھا جس پر اسے مکا مارنا تھا جب تک کہ اس کے ہاتھ زخمی نہ ہو جائیں۔ ہر ضرب کے ساتھ اس کی آنکھوں میں اپنے والد کا چہرہ گھوم جاتا، اس کی ماں کی جدائی کی تکلیف اسے مزید مضبوط بنا رہی تھی۔

ایک دن کے اختتام پر، زویا زخموں سے چور تھی، مگر اس کے قدم پیچھے نہیں ہٹے۔

میم ریحانہ نے مسکرا کر کہا، "تمہاری ماں کا خون تم میں بھی دوڑ رہا ہے۔ لیکن ابھی تمہیں بہت کچھ سیکھنا ہے۔"

زویا نے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ کہا، "میں سیکھوں گی، اور میں اپنا بدلہ بھی لوں گی۔"

میم ریحانہ نے سر ہلایا۔ "دیکھتے ہیں۔"

یہ زویا علی کا پہلا قدم تھا، ایک نئی دنیا میں، جہاں رحم کی کوئی جگہ نہیں تھی، جہاں کمزور صرف مرنے کے لیے آتے تھے۔

زویا کی آنکھوں میں کئی سوالات تھے، مگر میم ریحانہ نے ایک ہاتھ اٹھا کر اسے خاموش کر دیا۔

"یہ وقت سوالات کا نہیں، یہ وقت تمہاری تربیت شروع کرنے کا ہے۔ اگر تم واقعی بدلہ لینا چاہتی ہو، اگر تم واقعی اپنے دشمن کو ختم کرنا چاہتی ہو، تو تمہیں مضبوط بننا ہو گا۔"

زویا نے اپنی مٹھی سختی سے بند کر لی۔ "میں شہریار سے بدلہ لوں گی،" اس نے عزم کے ساتھ کہا۔ "اس شخص نے میری دنیا برباد کی ہے۔"

میم ریحانہ نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا۔ "پہلا سبق، زویا: دشمن کے خلاف جذبات نہیں، عقل کا استعمال کرو۔ جذبات کمزور کرتے ہیں، عقل تمہیں جیت دلاتی ہے۔" پھر انہوں نے کسی کو اشارہ کیا، اور ایک لڑکی اندر آئی۔

"یہ صاحبہ ہے، تمہاری پہلی ساتھی۔ تم دونوں ایک ساتھ تربیت کرو گی۔" زویا اور صاحبہ ایک دوسرے کو دیکھنے لگیں۔ صاحبہ کی آنکھوں میں شک کی جھلک تھی، مگر زویا نے سر ہلا دیا۔

یہ سفر اب شروع ہو چکا تھا۔ زویا کو نہیں معلوم تھا کہ آگے کیا ہو گا، مگر ایک چیز وہ جانتی تھی—وہ شہریار کو ختم کر کے ہی دم لے گی۔

یہاں ایک خفیہ تنظیم تھی، جہاں یتیم بچوں کو لڑنے، مارنے، اور سروائیو کرنے کی تربیت دی جاتی تھی۔

یہیں اس کی ملاقات صاحبہ سے ہوئی۔ پہلے دونوں کے درمیان سخت اختلافات تھے، مگر وقت کے ساتھ وہ بہترین دوست بن گئیں۔

ریحانہ نے اسے اپنے پروں میں لے لیا، اسے مارنے، لڑنے، اور قاتل بننے کے تمام طریقے سکھائے۔ زویا علی کا نام تاریخ میں دفن ہو گیا، اور وہ بن گئی "نور سیاہ"—ایک قاتل جو تاریکی میں روشنی کی چمک تھی، جو ظالموں کے لیے موت تھی۔

10 سال بعد۔۔

وہ شہریار کے پورے نیٹ ورک کو ختم کرنا چاہتی تھی، اس انسان کو جس نے اس کی دنیا اجاڑ دی تھی۔ شہریار بھی اس دشمن کو ڈھونڈنے میں لگا تھا، مگر وہ نہیں جانتا تھا کہ اس کا اصل دشمن زویا ہے کیونکہ وہ بس ایک نام جانتا تھا اور وہ تھا "نور سیاہ"۔

پھر ایک دن، زویا کا سامنا ایک اجنبی سے ہوا۔

بارش ہو رہی تھی۔

زویا سڑک پر گرنے والی تھی، خون اس کی طرف سے بہ رہا تھا۔اس کی نظر دھندلا رہی تھی اور سانسیں تیز ہو گئی تھیں۔وہ بمشکل آنکھیں کھولے ہوئے تھی کہ اچانک اسے اپنے کندھے پر ایک نرم ہاتھ محسوس ہوا۔

ایک مرد کی آواز آئی: "کیا تم ٹھیک ہو؟" اس کا لہجہ پریشانی سے بھرپور تھا، مگر ساتھ ہی پرسکون بھی تھا۔زویا نے کچھ نہ کہا، بس اس کی حالت میں بے ہوشی کی گہرائی بڑھنے لگی۔

وہ مرد، احسن، زویا کو خون دیکھتے ہوئے جان گیا تھا کہ اسے فوراً مدد چاہیے۔اس نے ایک پل کی بھی تاخیر نہ کی اور زویا کو احتیاط سے اپنے بازوؤں میں اٹھا کر اپنی گاڑی کی طرف دوڑنے لگا۔

"صبر رکھو، تم ٹھیک ہو جاؤ گی," وہ بڑبڑایا، اور گاڑی کی رفتار تیز کر دی۔

گاڑی میں، زویا کی نظر کمزور پڑ رہی تھی۔اس نے بمشکل اپنی فون نکالی اور صاحبہ کا نمبر ڈائل کیا۔اس کی آواز مدھم اور کمزوری سے بھری ہوئی تھی، "صاحبہ۔۔۔اسپتال۔۔۔آجانا۔۔۔" لیکن اس سے پہلے کہ اس کا کال کنیکٹ ہوتا، اس کا فون ہاتھ سے گر گیا اور وہ بے ہوش ہو گئی۔

جب زویا نے دوبارہ ہوش میں آکر آنکھیں کھولیں، تو وہ اسپتال کے ایک کمرے میں پڑی تھی، اور اس کے جسم میں درد کے بجائے ایک سکون تھا۔اس نے اٹھنے کی کوشش کی، مگر جسم کی چیخوں نے اسے روک لیا۔اس کے دماغ میں ایک سوال تھا۔۔۔صاحبہ کہاں تھی؟ کیوں نہیں آئی؟

احسن نے اسے اسپتال میں چھوڑا تھا، لیکن اس کا چہرہ زویا کے ذہن میں نہیں تھا۔اس وقت وہ ایک برقعے میں چھپی ہوئی تھی، اس لئے احسن نے کبھی اس کا چہرہ نہیں دیکھا۔لیکن اس کا وہ بے لوث مدد کرنا، بغیر کسی لالچ کے، زویا کے دل میں گہرے اثرات چھوڑ گیا تھا۔

چند سالوں تک، زویا نے آہستہ آہستہ احسن کی زندگی کی نگرانی کی۔ وہ جانتی تھی اس کا نام "احسن"، مگر کبھی بھی اسے مقابلہ کرنے کا حوصلہ نہ ملا۔ اس کی خود کی محبت کو روکنا، اس کی خودی کی حفاظت کرنا اس کے لئے مشکل تھا۔ لیکن اس کی بے لوث مدد کے بعد، اس نے اسے دل میں کسی طور پر بہت بڑا مقام دے لیا تھا۔

چند سالوں بعد، ایک دن زویا لائبریری میں گئی تھی، اپنی زندگی کے بھاری لمحوں سے نجات کے لئے۔ اور وہاں، کتابوں کے درمیان، وہی شخص تھا—— احسن۔ وہ خاموشی سے ایک کتاب میں گم تھا، بالکل زویا سے بے خبر۔

زویا چند لمحوں کے لئے وہیں رک گئی، دل کی دھڑکن تیز ہو گئی۔ وہ مرد جو کبھی اس کی زندگی میں اجنبی تھا، آج اس کے سامنے تھا۔

زویا نے لائبریری میں اس سے گفتگو کی۔ یہ گفتگو ابتدا میں مختصر سی تھی، کتابوں کے بارے میں، خاموشی میں لپٹی ہوئی۔ پھر یہ روز کی عادت بن گئی۔ وہ دونوں مختلف کتابوں پر بات کرتے، نظریں چراتے، دل کی دھڑکنوں کو سنبھالتے۔ اور کب یہ گفتگو معمول سے بڑھ کر دل کی ضرورت بن گئی، کب خاموشی میں چھپی چاہت، محبت میں بدل گئی۔۔۔ انہیں خود بھی خبر نہ ہوئی۔

اور پھر، ان ملاقاتوں کا سلسلہ چلتا رہا۔ وقت کے ساتھ دل قریب آئے، اور بے آواز جذبے لفظوں میں ڈھلنے لگے۔ زویا کو وہ سادگی بھا گئی، جو احسن کی ذات میں تھی، اور احسن کو زویا کی آنکھوں میں چھپی کہانی نے اپنی طرف کھینچا۔

ایک دن، ان دونوں نے فیصلہ کیا کہ وہ زندگی کا سفر ایک ساتھ طے کریں گے۔ سادگی سے، خاموشی سے، محبت سے—— دونوں نے شادی کر لی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔۔۔۔

زویا نے اپنی کہانی ختم کی، پھر احسن کی طرف دیکھا۔

"اب تمہیں تمہارے سوالوں کے جواب مل گئے؟" اس نے سرد لہجے میں پوچھا۔

احسن خاموش تھا۔ وہ حیران تھا، شاید پریشان بھی۔ یہ کہانی اس نے کبھی سوچ بھی نہیں تھی۔

یہ صرف ایک مشن نہیں تھا۔۔۔ یہ ایک جنگ تھی۔

زویا نے گہری سانس لی، اپنی پسلیوں پر ہاتھ رکھا جہاں زخم ابھی تک تازہ تھے، اور دھیرے سے بولی:

"تو، اب بتاؤ، تم ابھی بھی جانا چاہتے ہو؟"

"نہیں" احسن نے بولا، اس کو سمجھ نہیں آرہا تھا کیا کرے۔۔

زویا اٹھی اس کی انکھوں میں انسو تھے اور احسن کے قریب آئی اور اس کے ساتھ لگ گئی اور بہت زور سے اسے جکڑ لیا جیسے اپنے تمام دکھ ظاہر کرنے کے لیے وہ ایک شخص ہی اس کے سامنے تھا۔۔

"ہمیں تانیہ کو واپس لانا ہوگا میں شہریار کو کبھی جیتنے نہیں دے سکتی۔" اس کی انکھیں لال تھی اور کافی زیادہ غصہ تھا۔

احسن نے بھی ہاں میں سر ہلایا جیسے وہ بھی تیار ہو۔

◈◈◈

شہریار نے تانیہ کو اپنے قبضے میں رکھا ہوا تھا، لیکن اس کا دل نرم تھا۔ اس نے تانیہ کو قید میں رکھا، مگر اس کے ساتھ بات کرتے وقت اس کا انداز کافی نرمی سے بھرا تھا۔ وہ تانیہ کو بے تکلفی سے بتاتا تھا کہ "صرف کچھ کاغذات چاہیے، اور پھر تم یہاں سے آزاد ہو جاؤ گی۔ پریشانی کی کوئی بات

نہیں ہے، چھوٹی بچی۔" شہریار کا نرم دل دکھانے والا یہ رویہ ایک ایسا مکری پلان چھپائے ہوئے تھا جو اس نے اپنے مقصد کو پورا کرنے کے لیے تیار کیا تھا۔

تانیہ کو اس کی باتیں سن کر ایک لمحے کے لیے سکون محسوس ہوا۔ لیکن اس کے اندر کا خوف اور غم اُس کی خاموشی میں چھپے ہوئے تھے۔ وہ ایک کونے میں بیٹھی ہوئی تھی، آنکھوں میں ماں کی موت کا دکھ لیے ہوئے۔ نہ اُس نے کسی سے بات کی، نہ روتی، بس خاموش، اپنے اندر کی لڑائی میں غرق تھی۔ اس کا دل دکھ سے ٹوٹ چکا تھا، وہ جانتی تھی کہ وہ اس قید سے آزاد ہو گی، لیکن کب؟ اور کس طریقے سے؟ ان سوالات کے جواب اُسے ابھی تک نہیں ملے تھے۔

شہریار کے دو محافظ تانیہ کی نگرانی پر مامور تھے۔ ان کا کام صرف یہ تھا کہ تانیہ پر نظر رکھیں، اس کو کہیں بھی جانے نہ دیں اور اس کی حفاظت کریں۔ تانیہ کے ساتھ کوئی بھی ایسا حادثہ نہ ہو، جس سے شہریار کے منصوبے کو کوئی نقصان پہنچے۔ مگر تانیہ خاموش تھی، بے پرواہ۔ اس کے ذہن میں صرف ایک ہی بات چل رہی تھی کہ وہ اس قید سے کیسے آزاد ہو گی۔

دوسری طرف، زویا، احسن، ادیبہ اور میم ریحانہ کافی پریشان تھے۔ وہ شروع میں صرف شہریار کو مارنے کا سوچ رہے تھے، مگر جب شہریار نے تانیہ کو بھی قبضے میں لے لیا تھا اور صاحبہ کو بھی مار دیا تھا، تو اب ان کے ہاتھ میں کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ ان کی مشکلات بڑھ چکی تھیں۔

"اگر میں نے یہ کاغذات شہریار کو دے دیے تو وہ تمام لوگوں کی زمینوں پر قبضہ کر لے گا اور وہاں رہنے والے لوگوں کو نکال باہر کرے گا۔ بہت زیادہ لوگ بے گھر ہو جائیں گے۔ میرے بابا نے یہ زمینیں ان لوگوں کو دی تھیں کیونکہ یہ ہماری فیکٹری میں کام کرتے تھے۔" زویا نے پریشانی کے عالم میں یہ سب کہہ رہی تھی۔

زویا کی آنکھوں میں خوف تھا، اور وہ اسے مزید برداشت نہیں کر پا رہی تھی۔ "اگر تم نے یہ کاغذات اس کو نہ دیے تو شہریار تانیہ کو——" ادیبہ کی آواز رکی۔ وہ بات کرتے ہوئے گہری سوچ میں غرق ہو چکی تھی۔ وہ صاحبہ کی بہترین دوست تھی، اور صاحبہ کے ساتھ اپنے خوبصورت لمحے اُس کی آنکھوں کے سامنے تھے۔

"میں مانتا ہوں کہ زمینیں ضروری ہیں، اور اگر وہ ہاتھ سے چلی گئیں تو واپس نہیں آئیں گی۔ لیکن اگر تانیہ کو کچھ ہو گیا تو؟ ہم آگے ہی صاحبہ کو کھو چکے ہیں، تانیہ کو نہیں کھو سکتے!" احسن نے کہا، اور اس کی آواز میں واضح غصہ تھا۔ وہ اب تک اس مشکل سے باہر نکلنے کا کوئی راستہ نہیں دیکھ پا رہا تھا۔

◈◈◈

شہریار کا محل روشنیوں سے جگمگا رہا تھا، مگر ان روشنیوں کے بیچ ایک عجیب سی تاریکی چھپی تھی——ایسی تاریکی جو دلوں کو روشن نہیں کرتی، بلکہ آنکھوں کو دھوکہ دیتی ہے۔

اسی دوران، شہریار کی بیوی زارا کا داخلہ ہوا۔ وہ ایک خوبصورت، مضبوط اور خوددار عورت تھی۔ اس کی شخصیت میں ایک خاص دلکشی تھی، مگر اس کے دل میں ایک راز چھپا ہوا تھا، جو ابھی تک کسی کو نہیں معلوم تھا۔ جب وہ شہریار کے قریب آئی، تو اس کے چہرے پر ایک نرم مسکراہٹ تھی، مگر اس کے دل میں اضطراب کی لہر بھی تھی۔

"وہ چھوٹی بچی ہے، اُسے قید میں کیوں رکھا گیا ہے؟" زارا نے نرم لہجے میں سوال کیا۔ وہ تانیہ کے بارے میں بے حد فکر مند تھی۔

شہریار نے ایک لمحے کے لیے سوچا اور پھر کہا، "مقصد میں کامیاب ہونا ہے ہمیں، زارا۔" اس کی آواز میں ایک خاص نوعیت کی سنجیدگی تھی، جس نے زارا کو مزید تشویش میں مبتلا کر دیا۔

"تم جانتے ہو، تانیہ کو قید میں رکھنے کا کوئی مقصد نہیں ہے۔ وہ چھوٹی ہے، اور اس کا دل ٹوٹ چکا ہے۔ تم کیا چاہتے ہو کہ وہ تمہاری طاقت کا حصہ بنے؟" زارا کی آواز میں غم اور ناراضگی تھی۔

شہریار نے گہری سانس لی اور پھر کہا، "میں جانتا ہوں کہ تمہیں تانیہ پر ترس آ رہا ہے، مگر یہ جنگ صرف زمینوں کی نہیں ہے۔ یہ جنگ اپنے خاندان، اپنے اقتدار کی ہے۔ اور تمہیں یاد رکھنا ہو گا، میں جو کر رہا ہوں وہ صرف ہمارے مستقبل کے لیے ہے۔"

زارا نے کچھ دیر کے لیے خاموشی اختیار کی اور پھر اس نے تانیہ کا سوچا، وہ ایک کونے میں بیٹھی تھی، خاموش اور غمگیں۔ "ٹھیک ہے، لیکن تانیہ کا کیا ہو گا؟ وہ میرے دل میں جگہ رکھتی ہے۔ وہ اتنی معصوم ہے، وہ اس قید میں کیوں ہے؟"

"ہمیں یہ فیصلہ کرنے کا حق نہیں ہے۔ فیصلہ تقدیر کا ہے۔" شہریار نے آخر کار کہا۔

اسی وقت، احسن، زویا، ادیبہ اور میم ریحانہ کے درمیان بات چیت جاری تھی۔ احسن نے سوال کیا، "شہریار کے خاندان کے بارے میں کچھ پتا ہے؟ کیا اُس کے بچے ہیں؟"

زویا نے تھوڑی دیر سوچا اور پھر کہا، "نہیں، شہریار کا کوئی بچہ نہیں ہے۔ اس کی بیوی، زارا، ہی اس کا واحد خاندان ہے۔"

"تو پھر؟" احسن نے سوال کیا۔

"اور وہ ہمیں نہیں چھوڑے گا، وہ ہماری زندگیوں کو داؤ پر لگا دے گا، اور ہمیں پچھتاوا ہو گا۔" ادیبہ نے کہا۔

"ہمیں کوئی ایسا طریقہ ڈھونڈنا ہو گا جس سے ہم شہریار کو شکست دے سکیں اور تانیہ کو آزاد کروا سکیں۔" احسن نے کہا۔

اس وقت، تانیہ کا دل کھل اٹھا، جیسے اسے امید کی ایک کرن مل گئی ہو۔ وہ جانتی تھی کہ اب کچھ ہو سکتا ہے، اور وہ اپنے خواب کو حقیقت میں بدلنے کے قریب تھی۔

زویا نے احسن کو دیکھتے ہوئے گہری سانس لی اور کہا، "زارا۔۔۔ شہریار کی بیوی، وہ ایک بہت مختلف عورت ہے۔ تمہیں شاید نہیں پتا ہو گا، لیکن وہ صرف شہریار کے ساتھ نہیں ہے، اس کی اپنی ایک دنیا ہے۔"

احسن نے کنفیوز ہو کر زویا کی طرف دیکھا اور کہا، "کیا مطلب؟"

زویا نے کہا، "زارا ایک نیک دل عورت ہے، وہ اسپتالوں میں بچوں کے علاج کے لیے لاکھوں روپے کی مدد کرتی ہے۔ اس کا دل انسانیت کے لیے دھڑکتا ہے۔ لیکن۔۔۔ اس کی حقیقت کچھ مختلف ہے۔ وہ ایک طرف اپنی خیرات کی کاموں میں ہے، اور دوسری طرف شہریار کے ساتھ مل کر اس کی طاقت کو بڑھاتی ہے۔ اس کی زندگی میں ایک توازن ہے، جو اکثر نظر نہیں آتا۔"

"تو، تم کہہ رہی ہو کہ وہ شہریار کے ساتھ رہ کر بھی کسی حد تک اچھائی کرتی ہے؟" احسن نے کچھ حیرت سے پوچھا۔

"ہاں، لیکن اس کی مدد کا مقصد کبھی بھی مکمل طور پر خود غرض نہیں تھا۔ وہ بچوں کے علاج کے لیے پیسہ دیتی ہے، اسپتالوں کی حالت بہتر بنانے کی کوشش کرتی ہے، اور بہت ساری خیرات میں حصہ لیتی ہے۔ لیکن اس کے پیچھے کچھ گہری وجہ بھی ہے۔ وہ بہت کچھ چھپاتی ہے۔" زویا نے کہا۔

"اگر وہ اتنی نیک دل ہے، تو پھر شہریار کے ساتھ کیوں ہے؟" احسن نے سوال کیا۔

زویا نے تھوڑی دیر کے لیے خاموشی اختیار کی اور پھر کہا، "شہریار کے ساتھ اس کا رشتہ پیچیدہ ہے۔ وہ شاید کبھی نہ چاہے کہ شہریار کی طاقت کا حصہ بنے، مگر اس کی محبت اور وفاداری اس سے

جڑی ہوئی ہے۔وہ شہریار کے ساتھ اپنے خاندان کی حفاظت کے لیے کھڑی ہے،اور اس کی ہر بات میں ایک وجہ چھپی ہوتی ہے۔"

"تو کیا ہمیں اس سے مدد کی امید رکھنی چاہیے؟"احسن نے پوچھا۔

زویا نے سر ہلایا اور کہا،"اس سے بات کرنا اور اسے سمجھانا ضروری ہوگا۔اس کی مدد سے ہم شہریار کے خلاف کچھ کر سکتے ہیں، مگر اس کے اپنے اصول اور وفاداریاں ہیں، جنہیں سمجھنا ہوگا۔"

"ہمیں اس کی مدد کی ضرورت ہے، تو ہم اسے کیسے سمجھا سکتے ہیں؟"احسن نے گہری سوچ میں غرق ہو کر کہا۔

زویا نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا،"ہمیں اس کی دل کی حالت اور مقصد کو سمجھنا ہوگا۔وہ جو کر رہی ہے، وہ اپنے خاندان کے لیے کر رہی ہے۔اگر ہم اسے یقین دلا سکیں کہ ہم سب کا مقصد ایک ہی ہے، تو شاید وہ ہماری مدد کرے۔"

◈◈◈

شام کا وقت تھا اور زارا اپنے معمول کے مطابق کتاب کلب جانے کے لیے تیار ہو رہی تھی۔وہ ہمیشہ سے کتابوں کی دنیا میں غرق رہنا پسند کرتی تھی، جہاں وہ اپنے خیالات اور جذبات کو کچھ وقت کے لیے آزاد چھوڑ دیتی تھی۔اس دن، وہ کافی پریشان تھی، کیونکہ زندگی میں کچھ ایسا ہو رہا تھا جسے وہ کنٹرول نہیں کر پا رہی تھی۔لیکن کتاب کلب جانا، جہاں وہ ہر ہفتے آتی تھی، شاید اس کے دل و دماغ کو سکون دینے کا واحد طریقہ تھا۔

زارا جب کتاب کلب پہنچی، تو وہاں کچھ لوگ پہلے سے موجود تھے۔کمرہ گرم اور پر سکون تھا، اور چائے کی خوشبو فضا میں پھیل رہی تھی۔زارا نے اپنی پسندیدہ سیٹ پر بیٹھ کر کتابوں کا پلندہ کھولا،

لیکن اس دن وہ کتابوں میں نہیں، بلکہ اپنے خیالات میں گم تھی۔اس کے دماغ میں شہریار کے منصوبے اور اس کی اپنی الجھنیں گھوم رہی تھیں۔

کلب میں کچھ دیر گزارنے کے بعد، ایک آواز نے زارا کو چونکا دیا۔"زارا؟" یہ آواز ایک بوڑھی عورت کی تھی، جو کلب میں اکثر آتی تھی، مگر آج کچھ مختلف تھی۔اس عورت کی آواز میں ایک خاص سنجیدگی تھی، جیسے وہ کچھ اہم بات کہنا چاہتی ہو۔

زارا نے سر اٹھا کر دیکھا، اور اسے وہی چہرہ نظر آیا جسے وہ جانتی تھی۔بوڑھی عورت کا چہرہ دکھنے میں نہایت نرم تھا، مگر آنکھوں میں ایک خاص گہرائی تھا، جیسے وہ زندگی کے بہت سے راز جانتی ہو۔

"آپ یہاں؟" زارا نے آہستہ سے کہا۔وہ اس اجنبی عورت کی طرف حیرانی سے دیکھ رہی تھی۔

"ہاں، مجھے یہاں آنا تھا۔" عورت نے کہا، اور پھر اپنے ساتھ ایک کرسی کھینچ کر زارا کے سامنے بیٹھ گئی۔"کچھ بات کرنی ہے۔"

زارا نے اپنی کتاب بند کر کے عورت کی طرف دیکھا۔"کیا بات ہے؟"

عورت نے چند لمحے کے لیے خاموشی اختیار کی، جیسے کچھ کہنا چاہتی ہو لیکن الفاظ تلاش کر رہی ہو۔پھر اس نے کہا، "تمہاری زندگی میں جو کچھ ہو رہا ہے، اس کا حقیقت سے گہرا تعلق ہے۔ تمہارے شوہر، شہریار، جو کچھ کر رہا ہے، وہ تمہیں اور تمہارے خاندان کو کہاں لے جائے گا؟"

زارا کی آنکھوں میں ایک شاک تھا، مگر اس نے خود کو کنٹرول کیا اور کہا، "شہریار ایک طاقتور آدمی ہے، اور مجھے اس کا ساتھ دینا ہوگا۔"

بوڑھی عورت کی آنکھوں میں گہرا دکھ تھا،اور اس کی آواز میں ایک خالی پن تھا جیسے وہ کسی اور دنیا میں ہو۔"شہریار کا راستہ تمہیں کہیں نہیں لے جائے گا،زارا۔"اس کی آواز میں ایک سرگوشی تھی، جیسے وہ کچھ بہت اہم بات کہنا چاہتی ہو۔

زارا کے دماغ میں الجھن بڑھنے لگی، لیکن اس نے کہا،"آپ کیا کہنا چاہتی ہیں؟"

عورت نے سر ہلا کر کہا،"میں جانتی ہوں کہ تم اسے اپنے خاندان کی حفاظت کے لیے کر رہی ہو، لیکن تمہیں ایک دن یہ فیصلہ کرنا ہو گا کہ تم کہاں کھڑی ہو۔"اس کی آواز میں ایک گہری حقیقت چھپی ہوئی تھی، جیسے وہ زندگی کے راز جانتی ہو۔

"آپ کون ہو؟"زارا نے سوال کیا،اور اس کی آواز میں ایک چیچپاہٹ تھی۔

بوڑھی عورت نے ایک ہنسی کے ساتھ کہا،"تمہیں یہ سب بعد میں بتاؤں گی،زارا۔لیکن یاد رکھو، تمہارے راستے پر ایک تبدیلی آ رہی ہے،اور تمہیں تیار رہنا ہو گا۔"اس کی آواز میں ایک عجیب سی گہرائپن تھا،اور جیسے وہ کسی گہری کہانی کا حصہ ہو۔

زارا نے اسے گھوم کر دیکھا، لیکن عورت پہلے ہی اٹھ کر چلی گئی۔اس کے پیچھے صرف اس کی نرم آواز باقی رہی:"تمہیں ایک دن اپنی تقدیر کا سامنا کرنا ہو گا۔"

زارا کی آنکھوں میں سوالات تھے،اور وہ ایک ایسے پیچیدہ راستے پر کھڑی تھی جہاں ہر قدم کے ساتھ ایک نئی گہری حقیقت سامنے آتی تھی۔

وہ بوڑھی عورت باہر نکلی اور ایک گلی میں مڑی جہاں پر ایک وین کھڑی ہوئی تھی وہ اس وین میں بیٹھ گئی اور وہ وین چل پڑی۔۔

"کیا تم نے ٹریکر لگا دیا؟"ادیبہ نے اس بڑھی عورت سے پوچھا۔۔

"ہاں لگا دیا۔"اس عورت میں اپنا ماسک اتارا وہ اور کوئی نہیں زویا تھی جو بوڑھی عورت کا بھیس لے کر زرا سے ملنے گئی تھی۔۔اور اس پر ٹریکر لگا آئی تھی جس سے وہ اس کی اور شہری یار کی باتیں سن سکے۔۔

◈◈◈

ٹریکر کے اندر ٹرانسمیٹر فٹ تھا جو زارا کی ساری باتیں سن سکتا تھا کہ زارا کس سے باتیں کر رہی ہے ایسا کرتے کرتے ادیبہ نے ساری معلومات معلوم کر لی اس بات کا پتہ چلا کہ شہریار کے گھر میں کچھ دنوں میں ایک پارٹی ہونے والی ہے۔اور سب لوگ وہاں جمع ہونے والے ہیں اور تانیہ اسی گھر کی بیسمنٹ میں قید ہے۔

"ہمیں وہاں جانا ہو گا!"احسن نے سب کو کہا۔

ایسے سوچ میں پڑ گیا اور بولنے لگا"کیا ہم بیس بدل کر وہاں جا سکتے ہیں؟"

"نہیں!"زویا نے بولا۔"شہریار نے وہاں پر سکیورٹی بہت زیادہ سخت کری ہو گی وہ جانتا ہو گا کہ ہم لوگ وہاں آنے والے ہیں اگر ہم بھیس بدل کر بھی گئے تو وہ پہچان جائے گا ہمیں بالکل اپنے اصل حلیے میں جانا ہو گا اور وہاں پہنچ کر۔۔۔"

زویا تھوڑی دیر خاموش ہوئی پھر آہستہ سے بولی"یہ کاغذات شریر کے حوالے کرنے ہوں گے۔"

ادیبہ بھی انہیں سن رہی تھی۔"پھر ایسا کرتے ہیں کہ میں بھی تمہارے ساتھ فیلڈ مشن پر چلتی ہوں۔"ادیبہ نے ان دونوں کو دیکھتے ہوئے بولا۔

"نہیں!" میم ریحانہ نے فورا منع کر دیا۔۔"جو کام جس کا ہے اسی پر ہی جچتا ہے تمہارا کام ہے ان کو گائیڈ نس دینا نہ کی خود فیلڈ میں اترنا تو اور اس بات کا جائزہ لینا کہ کتنے گارڈ وہاں موجود ہیں کتنے کیمرا زہیں اور پہلے والی بیوقوفی دوبارہ نہ ہو ہم دوبارہ سے کسی اور کو نہیں کھو سکتے!"

میم ریحانہ کی آواز کافی سنجیدہ تھی ان کو صاحبہ کی موت کا بہت غم تھا صاحبہ ان کے دل کے بہت قریب تھی۔

"احسن میری بات سنو!" زویا نے احسن کو دیکھتے ہوئے بولا احسن تھوڑی دیر کے لیے حیران ہوا۔۔

"ہاں بولو میں سن رہا ہوں۔" احسن نے زویا کو جواب دیا۔

"یہاں نہیں اکیلے میں!" زویا سنجیدگی سے دیکھتے ہوئے بولی۔

سب ان دونوں کو دیکھنے لگی تھی۔

"اب جلدی کرو یہاں سے چلو۔" زویا فٹافٹ سے اس کے پاس آئی اس کا ہاتھ پکڑا اور اس کو پکڑ کے بیس کی ایک جگہ پر لے گی۔۔

"کیا ہوا تمہیں؟" احسن نے زویا سے پوچھا۔

"میں نہیں چاہتی تم ہمارے ساتھ آؤ۔۔" زویا کی آنکھوں میں آنسو تھے۔

احسن اُسے دیکھ کر کافی پریشان تھا۔۔وہ آگے ہی بہت کچھ کھو چکی تھی اور اب احسن کو کھونا اُس کے لیے بہت بڑی سزا ہوتی۔۔۔اُس کا دل چاہتا تھا وہ سب کچھ چھوڑ کر بھاگ جائے۔۔۔لیکن وہ کہاں جاتی؟ اب نور سیاہ ہی اُس کی دنیا تھی۔

"میں جانتا ہوں زویا، تمہیں میری فکر ہے۔۔۔لیکن۔۔۔" وہ بول کر خاموش ہو گیا، پھر ایک دم سے بولا، "میں تمہیں اکیلا نہیں چھوڑ سکتا۔۔۔"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔۔۔۔

"اگر تم دنیا کی سب سے طاقتور عورت بھی بن گئیں، میں تب بھی تمہاری حفاظت کروں گا۔۔۔"

وہ کچھ بول نہ سکی۔۔۔

"وقاص اور علی کی کال آئی تھی، پوچھ رہے تھے میں سکول کیوں نہیں آرہا؟" احسن نے کہا۔

"ہاں، تم نے ان کی کال کیوں لی؟ اگر کسی نے ٹریس کر لیا تو۔۔۔" زویا چونک کر بولی۔

"پریشان نہ ہو،" ادیبہ نے لوکیشن بدل کر کال پک کرائی تھی۔۔۔ احسن نے اس کے گال سے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔ اُس کے گال رونے کی وجہ سے لال ہو چکے تھے، وہ بلا کی خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔

"اوہ پھر ٹھیک ہے۔۔۔" زویا کی جان میں جان آئی۔۔۔

"پھر تم نے انہیں کیا بتایا کہ تم سکول کیوں نہیں آرہے ہو؟" زویا نے اس کی آنکھوں میں دیکھ کر پوچھا۔

"یہی کہ میری بیوی بیمار ہے۔۔۔" یہ بول کر وہ کچن کی طرف چلنے لگا۔

"کون سی والی بیمار؟" زویا نے اس کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

"اور کوئی مجھے بولتا تھا کہ مجھے زیادہ سوال کرنے کی عادت ہے۔۔۔" احسن نے اسے تنزیہ انداز میں کہا۔۔۔

جس پر وہ مزید شرمائی۔۔۔ وہ کچن میں چلا گیا، اور چائے بنانے لگا۔۔۔

وہ اس کے پیچھے کچن میں آگئی۔۔۔

"تم پیو گی؟" اُس نے زویا سے پوچھا۔

"مجھے ابھی بھی چائے پسند نہیں ہے۔۔۔" زویا مسکرائی۔۔۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔۔۔۔

"اگر پھر بھی اتنا ضد کر رہے ہو تو بس کافی۔۔۔" مسکراتے ہوئے کہا۔

احسن اُس کے لیے کافی بنانے لگا، اُس کے ہاتھوں کو ہلتا دیکھ کر وہ اُن میں کھو گئی تھی اور اپنے سارے دکھ بھول چکی تھی۔۔۔ یہ شخص اُسے حیران کر دیتا تھا، اس کے سامنے وہ خود کو حقیقت میں بچی سمجھتی تھی۔۔۔

"یہ لو کافی۔۔۔" احسن نے کپ اس کی طرف بڑھایا۔۔۔

"اتنی جلدی بن بھی گئی۔۔۔" وہ اتنا کھو گئی تھی کہ اُس کو وقت کا پتہ تک نہ چلا تھا۔۔۔

"کیا ہوا؟" احسن نے اُس سے پوچھا، کیونکہ وہ بالکل سکون میں تھی۔۔۔

"کچھ نہیں۔۔۔" وہ بولی۔۔۔

وہ احسن کے ساتھ اور زیادہ وقت گزارنا چاہتی تھی۔۔۔ لیکن وقت کی کمی کی وجہ سے ایسا ہو نہیں پاتا تھا۔۔۔

"ویسے ایک بات کہوں؟" احسن نے اپنی چائے کی چسکی لیتے ہوئے کہا۔۔۔

"ہاں کہو۔۔۔" وہ اُسے دیکھ کر بولی۔۔۔

"تم گنز بہت کمال کی چلاتی ہو۔۔۔" احسن نے اس کی تعریف کی۔۔۔ جس پر وہ مسکرائی۔۔۔

"اور تم کافی اچھی بناتی ہو۔۔۔" جس پر احسن چوک گیا۔۔۔

"واقعی؟ یعنی اب میں اپنا کیفے کھول سکتا ہوں۔۔۔" وہ ہنسا۔۔۔

"کیفے؟" زویا حیران ہوئی۔۔۔ "تم کیفے کھولنا چاہتے ہو؟"

"ہاں سوچ رہا ہوں سکول کے ساتھ شام کو اپنا خود کا کیفے کھول لوں۔۔۔ صحیح ہے نہ؟" اس نے زویا سے پوچھا۔۔۔

"ہاں بہت صحیح ہے۔۔۔" زویا نے ہنس کر جواب دیا۔۔۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔۔۔۔

وہ دونوں پھر کافی دیر کے لیے خاموش ہو گئے۔۔۔کچن کافی چھوٹا اور خاموش تھا، اتنا چھوٹا اور خاموش کہ وہ دونوں ایک دوسرے کی سانسیں اور دل کی دھڑکن محسوس کر سکتے تھے۔۔۔

"کیا تم مجھے گن چلانا سکھاؤ گی؟" اُس نے ایک دم سے خاموشی توڑتے ہوئے پوچھا۔۔۔

"کیا!" وہ تھوڑا چونکی، پھر خاموش ہو گئی۔۔۔"اچھا ٹھیک ہے، ہمارے پاس وقت بہت کم ہے، اسی لیے ہمیں ابھی کرنا ہو گا۔۔۔" وہ فوراً سے اُس کا ہاتھ پکڑ کر اُسے باہر لے آئی اور ٹریننگ روم کی طرف لے گئی۔۔۔اس روم میں سب شوٹنگ کی مشق کرتے تھے۔۔۔

◈◈◈

تربیت گاہ میں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔روشنی بس اتنی تھی کہ ہدف صاف دکھائی دے، اور ماحول میں ایک عجیب سا دباو تھا—— مگر احسن اب وہ نہیں رہا تھا جو چند دن پہلے تک کسی لڑائی سے گھبراتا تھا۔اس کی آنکھوں میں اب بھی تھوڑا خوف تھا، مگر ساتھ ایک نئی چمک بھی۔

پستول ہاتھ میں لیے وہ زویا کے سامنے کھڑا تھا، آنکھوں میں سنجیدگی مگر لبوں پر وہی ہلکی سی شرارتی مسکراہٹ۔

"زویا، سچ کہوں تو۔۔۔مجھے تھوڑا ڈر لگ رہا ہے۔" وہ بولا، مگر اس کے لہجے میں ہچکچاہٹ کم اور عزت زیادہ تھی۔

زویا نے ایک نظر اسے دیکھا، اور پھر نرم سی مسکراہٹ اس کے چہرے پر بکھر گئی۔

"ڈر لگنا اچھا ہے، اس کا مطلب ہے تم انسان ہو۔لیکن جو اپنے پیاروں کے لیے ڈرتا ہے، وہی اصل میں بہادر ہوتا ہے۔"

"اور اگر غلطی سے گولی تمہیں لگ گئی تو؟" احسن نے شرارت سے پوچھا، مگر آنکھوں میں فکرمندی چھپی تھی۔

زویا نے ہنستے ہوئے اس کا کندھا تھپتھپایا،

"تو کیا ہوا؟ دل پر تو ویسے بھی تم چلائے بیٹھے ہو۔ جسم پہ لگے گی تو برداشت کر لوں گی۔"

اب کی بار احسن کی ہنسی صاف سنائی دی۔ وہ اس کے قریب آیا، تھوڑا جھک کر، پوزیشن سنبھالی۔

زویا نے اس کے ہاتھ پکڑ کر پستول سیدھا کیا، اور پیچھے سے آ کر نرم آواز میں سمجھانے لگی:

"یہاں ہاتھ رکھو، آنکھ سے یہ لائن لو، اور جب تمہیں لگے کہ نشانہ سیدھا ہے۔۔۔ تب گولی چلانا۔"

احسن نے سر ہلایا۔

"کیا واقعی تمہیں لگتا ہے میں یہ سب سیکھ سکتا ہوں؟"

زویا نے کان کے قریب آ کر دھیرے سے کہا،

"تم نے میرا دل جیتا ہے، پستول کا ٹریگر کیا چیز ہے؟"

پھر، اچانک —— پہلا شاٹ چلا۔

گولی سیدھی ہدف کے کنارے کو چیرتی ہوئی گزری۔ احسن نے پستول نیچے کیا، آنکھوں میں ایک چمک ابھری۔

"میں نے مارا! میں نے گولی چلائی!"

"اور تمہیں لگا تم کچھ نہیں کر سکتے؟" زویا نے فخر سے کہا، "احسن، تم مجھ سے بہتر شاگرد ہو، بس تمہیں خود پر یقین نہیں تھا۔"

کمرہ ہنسی اور خلوص سے بھر گیا۔

تربیت ابھی باقی تھی، مگر ایک نیا اعتماد، ایک نیا رشتہ۔۔۔ مکمل ہو چکا تھا۔

◈◈◈

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔۔۔۔

پارٹی سے کچھ گھنٹے پہلے، احسن اور زویا اس کمرے میں تنہا تھے جہاں سب نے اکٹھا ہونا تھا۔ زویا کی آنکھوں میں ایک خاص چمک تھی، جیسے اس کے دماغ میں ایک نیا منصوبہ چل رہا ہو۔

"ہمیں اس پارٹی میں جانا ہو گا، احسن۔" زویا نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔

احسن نے تھوڑا متفکر ہو کر اس کی طرف دیکھا،

"زویا، یہ خطرہ ہے۔ شہریار ہمیں جانتا ہے، اس کی سکیورٹی بھی بہت سخت ہو گی۔ اگر ہم نے غلط قدم اٹھایا تو ہم پھنس سکتے ہیں۔"

زویا نے اس کی بات پر غور کیا اور پھر فیصلے کی قوت سے کہا،

"ہمیں اسی طرح جانا ہو گا۔ اس کے سامنے اپنے اصلی حلیے میں ہوں۔ ہم اس کے سامنے چھپ کر نہیں چل سکتے، کیونکہ شہریار ہمیشہ ہماری طرح سوچنے کی کوشش کرتا ہے۔ اگر ہم اس سے ڈر گئے تو تانیہ کی زندگی ختم ہو جائے گی۔"

احسن کچھ دیر خاموش رہا، پھر بولا،

"لیکن یہ بہت بڑا خطرہ ہو گا، اور تانیہ۔۔۔ ہمیں اس کے لیے کچھ کرنا ہو گا۔"

زویا کی آواز میں سختی تھی،

"میں جانتی ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم اسے کوئی موقع نہیں دیں گے۔ شہریار ہمیں اسی حال میں دیکھ کر غلط سمجھے گا، لیکن اس غلط فہمی کا فائدہ ہمیں ملے گا۔ ہم سیدھا کاغذات اس کو دیں گے، لیکن ان میں ایک ایسی بات چھپائیں گے جو وہ کبھی نہیں سمجھ پائے گا۔"

احسن نے سر ہلا کر کہا،

"تو تم چاہتی ہو کہ ہم سیدھا اس کے پاس جائیں اور سب کچھ کھول کر رکھ دیں؟"

زویا نے ایک گہری سانس لی، پھر آنکھوں میں عزم کے ساتھ کہا،

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔۔۔۔

"ہاں، ہمیں ڈائریکٹ جانا ہو گا۔ لیکن ان کاغذات کے ذریعے ہم اسے جھکانے کے بجائے، اسے اپنے قابو میں کریں گے۔ اس سے بڑا چیلنج کچھ نہیں ہو گا۔"

احسن نے اس کی بات سمجھی اور پھر نرمی سے بولا،

"تم ٹھیک کہہ رہی ہو، زویا۔ تانیہ کی زندگی کو بچانا ہمارے لیے سب سے اہم ہے۔"

زویا نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا،

"ہم دونوں مل کر یہ کام کریں گے، احسن۔ یہ ہماری جنگ ہے، اور ہم اس میں جیتیں گے۔"

◈◈◈

اس کی آنکھ کھلی، وہ اُس کے کندھے پر سر رکھ کر سوئی ہوئی تھی۔۔۔ اُسے وقت کا ذرا بھی اندازہ نہ تھا۔۔۔ یہ اُسے کیا ہو گیا تھا۔۔۔ وہ بہک سی گئی تھی۔۔۔ وہ اُس کے سامنے ہوش میں کیوں نہیں رہتی تھی؟ یہ وہ سوال تھے جن کا جواب وہ خود بھی نہیں جانتی تھی۔

وہ اٹھی اور باہر آ گئی۔ آج ان کا مشن تھا۔ اسے آج شہریار کے پاس جانا تھا اور کاغذات اس کے حوالے کرنے تھے۔ ان کے پاس کوئی اور چارہ نہ بچا تھا۔ آج زارا—— جو کہ شہریار کی بیوی تھی —— کی سالگرہ کی پارٹی تھی۔ شہر کے بڑے بڑے لوگ شہریار کی حویلی میں آنے والے تھے۔

وہ ہمیشہ کی طرح بیس پر سب چیزوں کا جائزہ لینے کے بعد اپنے مشن کی تیاری کر رہے تھے۔

"ویسے میم ریحانہ شہریار کے اتنے خلاف کیوں ہیں؟" احسن نے ادیبہ سے پوچھا جو کمپیوٹر پر ٹائپنگ میں مصروف تھی۔ وہ کنٹرول روم میں تھے۔ میم ریحانہ زویا سے باتیں کر رہی تھیں اور وہ ادیبہ کے پاس کھڑا تھا۔

"یہ تو مجھے بھی نہیں پتہ، شاید وہ زویا کی مدد کرنا چاہتی ہوں کیونکہ وہ بچپن میں یہاں آئی تھی تو شہریار کا خاتمہ چاہتی تھی۔۔۔" ادیبہ نے ٹائپنگ روک کر اسے دیکھ کر کہا۔

"وہ تو ٹھیک ہے لیکن۔۔۔مجھے کچھ عجیب سا لگتا ہے میم ریحانہ کو لے کر۔۔۔کہ انہوں نے یہ تنظیم کیسے بنالی؟"احسن کافی حیران تھا۔

"میں خود حیران ہوں تنظیم کو لے کر، لیکن خوش بھی ہوتی ہوں کہ میں یہاں موجود ہوں، اگر میں یہاں نہ ہوتی تو میرے چچا میری ماں کو مار دیتے۔۔۔"ادیبہ کی آواز میں کافی درد تھا۔

"چچا مار دیتے؟ میں سمجھا نہیں کچھ۔"احسن نے حیرانی سے کہا۔

"میرے چچا نے میرے بابا کو جائیداد حاصل کرنے کے لیے مار دیا تھا، لیکن بعد میں انہیں معلوم ہوا کہ جائیداد میرے اور میری ماں کے نام پر ہے تو وہ ہماری جان کے دشمن بن گئے۔۔۔ ہم لوگوں کو اپنی جان بچانی تھی۔۔۔میم ریحانہ نے ہماری مدد کی، انہوں نے مجھے بھی باقی سب کی طرح لڑنا سکھایا۔"ادیبہ کی آنکھوں میں آنسو تھے۔

"رومت ادیبہ۔۔۔اور مجھے یہاں لگتا تھا صرف میری زندگی ایسی ہے۔۔۔"وہ زویا کو دیکھ رہا تھا، زویا نے بھی اس کی آنکھوں میں دیکھا، ان کی نظریں کچھ دیر کو ملی تھیں۔

"لیکن تمہاری زندگی تو بہت سخت ہے۔تم سب عورتوں نے اتنا کچھ کیسے برداشت کیا یہاں پر؟ میں تو حیران ہوں سب دیکھ کر۔۔۔اور تم سب کی بہادری کو سلام کرتا ہوں جو تم اپنے لیے کھڑی ہو۔"احسن نے ادیبہ کو پانی کی بوتل دی۔وہ پانی پینے لگ گئی۔

"تمہارے ماں باپ کدھر ہیں؟"ادیبہ نے اس سے پوچھا۔

"پتہ نہیں۔۔۔میں یتیم ہوں بچپن سے، انہیں نہیں دیکھا، پتہ بھی نہیں ماں باپ کیسے ہوتے ہیں، ساری زندگی یتیم خانے میں گزاری۔ہمیشہ سوچتا تھا خاندان کے ساتھ رہنا کیسا ہوتا ہے۔۔۔فیملی۔۔۔"اس کو افسوس تھا۔

"اللہ تمہیں صبر دے احسن، تم بہت اچھے ہو، اب پتہ چلا کہ زویا تمہیں اتنا کیوں چاہتی ہے۔"

ادیبہ نے کہا۔

احسن کچھ بول نہ سکا۔

"کیا باتیں ہو رہی ہیں؟" زویا ان کے پاس آئی۔

"کچھ خاص نہیں۔۔۔" احسن بولا۔

"چلو ٹھیک ہے پھر جلدی سے مشن کی تیاری کرو"۔ وہ سب لوگ مشن کی تیاری میں مصروف ہو جاتے ہیں۔۔

◈◈◈

رات کا اندھیرا آسمان پر چھا چکا تھا، لیکن شہریار کے محل میں روشنیاں جگمگا رہی تھیں۔ باہر سے دیکھنے والا یہی سمجھے کہ یہ کوئی خوشیوں بھری تقریب ہے، لیکن اندر کچھ اور ہی کہانی لکھی جا رہی تھی۔ یہ کہانی ایک بیٹی کی تھی جو اپنے باپ کے گناہوں کا کفارہ چکا رہی تھی، ایک بھائی کی تھی جو انتقام کے نام پر اپنی پہچان ڈھونڈ رہا تھا، ایک لڑکی کی تھی جو انسانی اسمگلنگ جیسے جرم کا شکار ہوئی تھی، اور ایک دوست کی جو قربانی دے کر چلی گئی۔

زویا، احسن اور ادیبہ تینوں ایک وین میں بیٹھے محل کے قریب پہنچے۔ ادیبہ کی انگلیاں لیپ ٹاپ پر تیز چل رہی تھیں، وہ اندر کا نقشہ دیکھ رہی تھی، "یہ پارٹی صرف پردہ ہے، اصل کہانی نیچے بیسمنٹ میں ہے۔۔۔" اُس نے کہا۔

زویا نے ایک نظر احسن کو دیکھا، اُس کی آنکھوں میں ڈر تھا، لیکن اُس سے بھی زیادہ اعتماد تھا۔

"احسن، وعدہ کرو۔۔۔" زویا نے دھیمی آواز میں کہا۔

"کہو، زویا۔"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔۔۔۔

"زندہ واپس آنا۔۔۔ تم میرے پاس بچی ہوئی واحد قیمتی چیز ہو۔تانیہ کو بھی بچانا ہے، لیکن خود کو بھی۔"

احسن نے ایک خاموش سی مسکراہٹ کے ساتھ سر ہلایا۔وہ جانتا تھا زویا اسے صرف شوہر نہیں سمجھتی، اُس کی دعاؤں میں، اُس کی سانسوں میں وہ کہیں نہ کہیں بسا ہوا تھا۔

زویا نے اُسے گلے لگالیا، جیسے آخری بار کسی کو تھام رہی ہو۔

محل کے اندر:

احسن الگ ہوا، سیڑھیاں نیچے اُترنے لگا۔راستے میں ایک گارڈ آیا، لیکن زویا کی دی گئی ٹریننگ کام آئی۔ایک مکا، ایک داؤ، اور وہ گارڈ نیچے۔

لیکن اگلا گارڈ آسان نہ تھا—ایک ماہر فائٹر۔احسن اور وہ آمنے سامنے آئے۔مکوں کی گونج، دھماکے کی طرح کمرے میں گونجنے لگی۔احسن نے اپنی بندوق کا سہارا لینا چاہا، لیکن گارڈ نے ہاتھ مار کر دور پھینک دی۔

لیکن احسن نے ہار نہ مانی، آخر کار اُس نے ایک داؤ سے گارڈ کو زمین پر گرایا اور اُسے بے ہوش کر دیا۔

اندر کا منظر دل دہلا دینے والا تھا—بہت سی لڑکیاں بند تھیں، اُن میں تانیہ بھی تھی، خاموش، نڈھال، لیکن زندہ۔

ادھر زویا، ایک سیاہ پینٹ کوٹ میں، پر اعتماد قدموں سے محل کے اندر داخل ہوئی۔اُس کے وقار، انداز اور آنکھوں میں جمی چمک نے ہر کسی کو حیران کر دیا۔اُس کی نظر زار اپر پڑی، جو بالکونی میں تنہا کھڑی تھی، ایک گلاس ہاتھ میں لیے۔

(فلیش بیک ــــ 5 سال پہلے)۔۔

زارا دلہن بنی ہوئی تھی۔ سرخ جوڑا، ماتھے پہ جھومر، مہندی سے سجے ہاتھ، اور لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ ــــ جو اندر کی بے چینی کو چھپانے کی ایک کوشش تھی۔ پورے گھر میں چہل پہل تھی، خوشبوؤں سے مہکتا ماحول، قہقہے، مبارکبادیں، اور دعائیں۔ لیکن ان سب کے بیچ، زارا کی آنکھوں میں ایک سوال تھا۔۔۔ ایک انجانا سا خوف، جو مسلسل اس کے دل کے دروازے پر دستک دے رہا تھا۔

"شہریار اچھے ہیں نا؟" اس نے دھیرے سے اپنی ماں کے کان میں پوچھا، جیسے جواب سے ڈر رہی ہو۔

ماں نے نرمی سے اس کے بالوں پر ہاتھ پھیرا، جیسے کسی ننھی بچی کو تسلی دے رہی ہو، "بیٹا وہ بڑے آدمی ہیں، سب سنبھال لیں گے۔ بہت طاقتور ہیں۔ تمہیں بس اُن کا ساتھ دینا ہے۔"

زارا خاموش ہو گئی۔ شاید اُسی لمحے اس نے اپنے سوالوں کو دل کے کسی کونے میں دفن کر دیا تھا۔ کیونکہ اسے سکھایا گیا تھا کہ شادی کے بعد سوال نہیں کیے جاتے، بس سمجھوتے کیے جاتے ہیں۔

شادی کے چند دن گزرے تھے۔ سب کچھ بظاہر ٹھیک لگ رہا تھا۔ شہریار مصروف رہتا، زارا اکیلی محل نما بنگلے میں دن گزارتی۔ وہ اس کے لیے تحفے لاتا، خوبصورت زیور، قیمتی کپڑے، مگر وقت۔۔۔ وہ کبھی نہیں۔

پھر ایک رات، شہریار کے فون پر ایک نوٹیفکیشن آیا۔ وہ نہا رہا تھا، اور فون بیڈ پر پڑا تھا۔ زارا نے بس یونہی، لاپرواہی سے اسکرین دیکھی ــــ لیکن آنکھیں پلک جھپکنا بھول گئیں۔

ایک ویڈیو۔

اس میں چند لڑکیاں تھیں۔ بندھی ہوئی۔ ڈری ہوئی۔ اُن کی آنکھوں میں رحم کی فریاد تھی، کپڑے پھٹے ہوئے، کمرے کا ماحول تاریک اور خوفزدہ کر دینے والا تھا۔

زارا کی سانس رُک سی گئی۔

وہ ویڈیو اس نے دوبارہ کھولی، ہاتھ کانپنے لگے۔ پسینے کی ایک لہر پیشانی سے بہنے لگی، دل کی دھڑکن تیز ہو گئی۔ شہریار جب باتھ روم سے باہر آیا، زارا اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔ ویڈیو اب بھی اسکرین پر چل رہی تھی۔

"یہ کیا ہے؟" اس کی آواز میں لرزش تھی، لیکن نظروں میں ہمت۔

شہریار نے پل بھر کو اسکرین دیکھی، پھر ایک ٹھنڈی سانس لیتے ہوئے فون اس کے ہاتھ سے لے لیا۔

"بزنس۔ تم نہیں سمجھو گی۔"

زارا نے اسے غور سے دیکھا۔ اُسے لگا جیسے ایک نقاب اچانک اس کی آنکھوں کے سامنے ہٹ گیا ہو۔ وہ مرد جسے اس نے قبول کیا تھا، جسے اس کے خاندان نے سر آنکھوں پر بٹھایا، وہ کچھ اور ہی نکلا۔ ایک ایسا شخص جس کی دنیا میں انسانوں کی قیمت تولی جاتی ہے، اور انسانیت کی کوئی جگہ نہیں۔ تب ہی سے، زارا کا دل بجھ سا گیا۔

اس نے کسی سے کچھ نہیں کہا۔ نہ احتجاج کیا، نہ سوال۔ بس ایک خاموشی اوڑھ لی۔ وہی خاموشی جو قید میں رہنے والے قیدی کی آنکھوں میں آ جاتی ہے۔

اور یہی لمحہ تھا، جب زارا صرف دلہن نہیں رہی—— وہ ایک راز کی محافظ بن گئی۔

◈◈◈

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔۔۔۔

زویا اُس کے قریب آئی، "یہ پارٹی تو تمہاری ہے، لیکن خوشی تمہارے چہرے پر نہیں۔"

زارا چونکی، "تم کون ہو؟"

"کوئی جو تمہیں آئینہ دکھانے آئی ہے۔"

زارا نے نظر دوڑائی، لیکن کوئی سننے والا نہ تھا۔ زویا قریب آئی، "کیا تم جانتی ہو تمہارا شوہر کس دنیا کا بادشاہ بنا بیٹھا ہے؟"

زارا نے طنز سے کہا، "تم جانتی ہو وہ کون ہے؟"

زویا مسکرائی، "جانتی ہوں۔۔۔ اور بہت کچھ جانتی ہوں۔ لیکن تمہیں صرف ایک بات کہنے آئی ہوں۔۔۔"

"شہریار کا راستہ تمہیں کہیں نہیں لے کے جائے گا، زارا۔"

زارا کے چہرے پر رنگ بدلنے لگے۔ وہ گھبرا کر پیچھے ہٹی، اور جیسے ہی پارٹی میں موسیقی تیز ہوئی، وہ شہریار کی طرف بڑھی۔

ڈانس فلور پر:

شہریار نے زارا کو تھاما، "کیا ہوا میری جان؟"

"طبیعت کچھ عجیب سی لگ رہی ہے، اس لڑکی نے کچھ۔۔۔ شاید کچھ۔۔۔ انجیکٹ کیا۔"

"کیا کہہ رہی ہو؟ وہ لڑکی۔۔۔؟"

زارا نے شہریار کی آنکھوں میں جھانکا، "تم کب تک مجھ سے چھپاؤ گے؟ یہ سب کچھ بند کرو، شہریار۔"

شہریار نے اُسے تھامتے ہوئے دھیرے سے کہا، "تم سمجھتی کیوں نہیں؟ تمہیں مجھ سے محبت ہے نا؟"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔۔۔۔

"ہاں ہے، لیکن یہ محبت جرم پر پردہ نہیں ڈال سکتی۔"

شہریار نے اُس کی بات نظر انداز کی، آہستہ سے کہا، "تم جانتی ہو نا، تم ہمیشہ پوچھتی ہو میں ایسا کیوں ہوں؟ تو سنو۔۔۔"

اندھیری راتوں میں جو سسکیاں دب کر رہ جاتی ہیں، وہ وقت کے ساتھ چیخ بن جاتی ہیں۔ شہریار کی زندگی بھی ایسی ہی ایک چیخ تھی، جو برسوں تک خاموشی کی چادر میں لپٹی رہی، مگر آج۔۔۔ وہ آہستہ آہستہ دنیا کے سامنے کھلنے کو بے تاب تھی۔

وہ نرم و نازک سا بچہ، جو اپنی ماں کی انگلی پکڑ کر تنگ گلیوں میں چپ چاپ چلتا تھا، اب وہی بچہ ایک قلعہ نما حویلی کا سردار بن چکا تھا۔ لیکن وہ قلعہ پتھروں کا نہیں، دردوں کا بنا ہوا تھا۔

اریبہ۔۔۔ اُس کی ماں۔

اک وقار سے بھرپور عورت، جو علی نواز کے خوابوں میں رنگ بھرنے آئی تھی۔ وہ ایک اسکول میں پڑھاتی تھی، سلجھی ہوئی، خوددار، اور بہت محنتی۔ اُس کے دل میں بس ایک تمنا تھی—— اپنی بیمار ماں کے لیے علاج، اور خود کے لیے ایک چھت۔

پھر اُس کی ملاقات ہوئی علی نواز سے ہوئی۔ وہ اس کی فیکٹری میں ملازم بن کے گئی تھی اور وہاں پہ کافی عرصے تک کام کرتی رہی تھی۔

ایک امیر، بااثر، دلکش اور چالاک انسان۔ علی نواز نے اریبہ کو وہ سب کچھ دکھایا جو ایک لڑکی خواب میں دیکھتی ہے—— محبت، تحفظ، عزت۔ اور اریبہ۔۔۔ وہ تو بس محبت کے خمار میں بہک گئی۔

چند مہینوں بعد، ایک خاموش نکاح ہوا۔ کوئی گواہ نہ، کوئی جشن نہ۔ علی نواز نے اریبہ کو اپنی بیوی بنایا، مگر چھپا کر۔ اُس نے وعدہ کیا کہ جلد سب کو بتائے گا، مگر وہ دن کبھی نہیں آیا۔

شہریار پیدا ہوا، اور اریبہ کی دنیا مکمل ہو گئی۔ مگر علی نواز کی دنیا میں اُس ماں بیٹے کی کوئی جگہ نہ تھی۔

ایک دن، اریبہ بیمار ماں کو لے کر اُس کے گھر پہنچی—— جہاں پہلی بار اُس نے نیلم کو دیکھا، علی نواز کی دوسری بیوی۔ نیلم نے اُس دروازے سے دھکے مار کر نکالا، اور اُسے نیچا دکھانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔

اریبہ کی بیمار ماں وہیں ہسپتال میں دم توڑ گئی۔ اور اُس کے ساتھ، اریبہ کی آخری امید بھی۔

زندگی کے اگلے کئی سالوں تک وہ در در کی ٹھوکریں کھاتی رہی۔ کبھی کپڑے سی کر، کبھی پڑھا کر، وہ شہریار کو بڑا کرتی رہی۔ اُسے پڑھایا، سکھایا—— لیکن وہ درد جو دل میں تھا، وہ ہر رات آنکھوں سے رسنے لگتا۔

شہریار تب صرف بارہ سال کا تھا، لیکن اُس کی آنکھوں میں عمر سے بڑا دکھ چھپا تھا۔

اسکول میں بچے اُسے طعنے دیتے، "حرامی!"، "بغیر باپ کا بچہ!"

وہ چپ رہتا، لیکن دل میں کچھ پلنے لگتا—— ایک ضد، ایک آگ۔

ہر رات ماں کے سینے پر سوتے ہوئے وہ کہتا، "امی، ایک دن میں اتنا بڑا بنوں گا کہ سب لوگ میرا نام لیں گے، ڈر سے۔۔۔"

اور اریبہ بس اُس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتی رہتی۔

جب اُس نے اپنی ماں کو آخری بار ہنستے دیکھا۔

ایک رات اریبہ شہریار سے باتیں کر رہی ہوتی ہے۔

KOH NOVELS - URDU

""میرے بیٹے، جس محل نے مجھے رسوا کیا، تُو اُسے راکھ بنادے۔ علی نواز کا غرور تُو توڑ دے۔ تُو میرا وارث ہے، کمزور نہیں۔ علی نواز کو بتادینا۔۔۔اُس نے صرف میری زندگی نہیں چھینی، بلکہ آنے والی نسلوں کو بھی تباہ کر دیا ہے۔"

یہ کہہ کر اریبہ نے اپنے آپ کو مایوسی کے اندھیروں میں دھکیل دیا اور ایک لحظہ میں چھت سے نیچے چھلانگ لگادی۔۔۔انتقام کی وہ داستان چھوڑی جو کبھی ختم نہ ہو پائی۔

اریبہ نے خودکشی کرلی—— لیکن جانے سے پہلے اپنے بیٹے سے وعدہ لیا۔۔۔

وہ وعدہ، شہریار کے لیے زندگی بن گیا۔

تب سے وہ ایک نئی زندگی میں داخل ہوا۔ایک ایسی دنیا میں جہاں جذبوں کی جگہ سازش تھی، ہنسی کی جگہ زہر، اور محبت کی جگہ نفرت۔

وہ بڑا ہوا، بے رحم بنا۔ جرائم کی دنیا میں قدم رکھا۔اور پھر ایک دن۔۔۔قسمت نے اُسے دوبارہ علی نواز کے سامنے لا کھڑا کیا۔ایک بزنس میٹنگ میں، وہ اُس کے سامنے "سر" کہہ کر کھڑا تھا، لیکن دل میں وہ چیخ رہا تھا: "میں تیرا بیٹا ہوں!"

جب علی نواز کو اس کی حقیقت کا علم ہوا، اُس نے اُسے ٹھکرا دیا۔ لعنتیں دیں۔

"اور جب میں نے اُسے بتایا کہ میں اُس کا بیٹا ہوں۔۔۔اُس نے مجھے گالیاں دیں،۔۔۔ایک دن میں اس کے گھر پر اس سے ملنے گیا تھا وہاں پر ہماری میٹنگ ہو رہی تھی وہاں پر میں نے اس کو کاغذات کے ساتھ دیکھا یہ وہ کاغذات تھے جو فیکٹری کی ملازموں کے نام پر رجسٹر تھے ان پر کئی زمینیں رجسٹر تھی جن میں میری ماں کا نام بھی تھا میں بس وہ کاغذ حاصل کرنا چاہتا تھا تاکہ اپنی ماں کا نام اور اپنے باپ کا نام حاصل کر سکوں میں ساری زندگی باپ کے نام کے بغیر رہا تھا اور اب وہی حاصل کرنا میرا مقصد تھا۔۔۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔۔۔۔

میٹنگ کے دوران ہماری کافی باتیں ہوئی وہ مجھے گود لیا ہوا بیٹا تو مانتا تھا لیکن کبھی اصلی بیٹے کی شکل میں پوری دنیا کے سامنے قبول نہیں کرتا تھا اور اس دن علی نواز نے گن نکال لی اور میرے سر پہ تان دی ہماری ہاتھا پائی شروع ہو گئی گولی چلی، اور۔۔۔ وہ مر گیا۔۔۔ نیلم بھاگتی ہوئی سامنے آئی میں اسے دیکھ کے ڈر گیا تھا مجھے سمجھ نہیں آ رہا تھا میں کیا کروں میں اس کے پیچھے بھاگا۔ میں نے نیلم کو بھی مار دیا، کیوں کہ وہ پولیس بلاتی۔۔۔"

میرے ہاتھوں میرا باپ مر گیا۔ نیلم بھی۔ لیکن زویا۔۔۔ وہ بچ گئی۔

اب میرا مقصد صرف ایک تھا—ان کاغذات کو حاصل کرنا جن میں فیکٹری ملازمین کے نام تھے، جن میں میری ماں اریبہ کا نام تھا۔ وہ کاغذات جو یہ ثابت کرتے کہ میں علی نواز کا سگا بیٹا ہوں۔

اور اب، جب مجھے پتا چلا کہ وہ کاغذات زویا کے پاس ہیں—میری سوتیلی بہن—تو میں نے دنیا کی ہر حد پار کرنے کی ٹھان لی۔" اس کے بعد وہ خاموش ہو کر زارا کو دیکھنے لگا۔

لیکن شاید وہ بھول چکا تھا۔۔۔ کہ زخموں سے جنم لینے والے لوگ ٹوٹ تو سکتے ہیں، مگر جھک نہیں سکتے۔

زارا کی آنکھوں میں آنسو تھے، لیکن زویا کی آنکھوں میں طوفان۔ وہ سب سن رہی تھی، ایئر بڈ میں سب کچھ۔

زارا پیچھے ہٹ گئی، "تم پاگل ہو۔۔۔!"

لیکن شہریار نے صرف ایک جملہ کہا، "میں صرف یہ ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ میں بھی کسی کا بیٹا تھا۔۔۔"

واش روم میں:

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔۔۔۔

زویا نے اندر جا کر دروازہ بند کیا، نل کھولا اور پانی سے چہرہ دھونے لگی۔اُس کے ہاتھ کانپ رہے تھے،دل دھڑک رہا تھا۔

"یہ سب کچھ۔۔۔میرے باپ نے کیا۔۔۔شہریار گود لیا ہوا بیٹا نہیں ہے۔۔۔اور شہریار،اس نے اتنا کچھ اکیلے برداشت کیا؟"اب اس کو شہریار پر ترس آنے لگا تھا۔

لیکن وہ صاحبہ کی موت کو بھولا نہیں پا رہی تھی۔

"جو کچھ بھی ہوا شہریار کے ساتھ وہ سب غلط تھا لیکن اس کو صاحبہ کو نہیں مارنا چاہیے تھا۔۔۔"

اس نے اپنے ہاتھ غصے میں نیچے مارے۔۔

"میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑ سکتی شہریار۔۔"

عورت کی جنگ مردوں سے نہیں ہے،وہ بس اپنی خواہشوں اور حدود سے لڑ کر خود کو اپنی نظروں میں بہتر بنانا چاہتی ہے۔

◈◈◈

اندھیرے تہہ خانے میں گونجتی زنجیروں کی جھنکار کے بیچ احسن تانیہ کو آزاد کروانے کی کوشش کر رہا تھا۔لیکن وہ زنجیروں میں جکڑی ہوئی تھی۔اس کی کوشش بار آور نہ ہو سکی۔احسن کی نگاہوں میں باقی لڑکیاں بھی قید دکھائی دے رہی تھیں۔اس نے فیصلہ کیا کہ وہ سب کو آزاد کروائے گا۔وہ زنجیروں کی چابی تلاش کرنے لگا،جب اچانک ایک خیال نے اس کا دھیان بٹایا۔۔۔

زویا اب فیصلہ کر چکی تھی۔"جو کچھ بھی شہریار کے ساتھ ہوا،وہ غلط تھا۔۔۔لیکن معصوم لوگوں کا قتل؟یہ اختیار اسے کس نے دیا؟"وہ خود کو مجرم محسوس کرنے لگی۔۔۔کتنے ہی لوگوں کو وہ

میم ریحانہ کے کہنے پر مار چکی تھی۔ بغیر سوال کیے، ٹارگٹ پر پہنچتی، قریب ہوتی، یا پھر دوری زیادہ ہوتی تو سنائپر سے نشانہ لیتی۔ گنز کے ہر ماڈل کی اسے معلومات تھی۔

اس نے گہری سانس لی، اور پارٹی ہال سے باہر نکل آئی۔ شہریار وہاں نظر نہ آیا۔ وہ گارڈز کو غور سے دیکھنے لگی، ان کی پوزیشن، ان کی نقل و حرکت۔ وہ سوچنے لگی کہ ان سے کیسے بچا جا سکتا ہے۔ تب ہی اسے ایک بیک ڈور دکھائی دیا، جو غالباً کسی خفیہ کمرے کی طرف جاتا تھا۔ وہاں کوئی مہمان جاتا نظر نہیں آ رہا تھا۔ پارٹی اپنی عروج پر تھی، شور و غل، موسیقی، قہقہے۔۔۔

شاید شہریار وہیں تھا۔ لیکن سیدھی لڑائی سے نقصان ہوتا۔ وقت بھی ضائع، اور خطرہ بھی بڑھ جاتا۔ زویا کو ایک ترکیب سوجھی۔ وہ کھانے پینے کے اسٹالز کی طرف گئی۔ بیشمار ڈشز، کچھ حلال، کچھ حرام، دنیا کی بڑی برانڈز کی وائنز اور ڈرنکس۔

"ایسا کرنا ٹھیک رہے گا۔۔۔" زویا نے خود سے کہا۔

ایک لمحے کو رکی، پھر ایک کھانے کی چیز اٹھائی اور ایک عورت کی طرف پھینکی۔ وہ عورت غصے سے پلٹی، لیکن پیچھے زویا زمین پر بیٹھ چکی تھی۔ اسے لگا کہ پیچھے کھڑے بوڑھے شخص نے اس پر وہ چیز پھینکی ہے۔ وہ غصے میں آ گئی، اور اسی طرح پلٹ کر کچھ پھینک دیا۔ لیکن نشانہ کسی اور کو لگا۔ یوں دیکھتے ہی دیکھتے پورے ہال میں کھانے کی جنگ چھڑ گئی۔ لوگ ایک دوسرے پر چیزیں پھینکنے لگے، قہقہے، چیخیں، بھگدڑ۔

گارڈز دروازے چھوڑ چکے تھے۔ زویا نے موقع غنیمت جانا اور چپکے سے اندر داخل ہو گئی۔

یہ کمرہ کسی قدیم لائبریری جیسا تھا۔

گرد آلود خاموشی، لکڑی کی اونچی الماریاں، اور چھت سے لٹکتا ایک مدھم فانوس۔۔۔ سب کچھ صدیوں پرانا لگ رہا تھا۔

زویا نے آہستہ سے قدم رکھا۔دیواروں پر کتابوں کی بھرمار تھی—اکثر پرانے جرمن اور انگریزی عنوانات، کچھ کے سرورق پر ایڈولف ہٹلر کی تصویر، سخت نظریں، کلین شیو چہرہ، اور ایک مخصوص انداز کی مونچھ۔

ایک میز پر پرانے فوجی ہیلمٹ، تمغے، اور ایک خستہ جھنڈا رکھا تھا۔۔۔

ساتھ ہی ایک شیشے کے شوکیس میں عجیب اشیاء رکھی تھیں—ایک خنجر، سیاہ چمڑے کے دستانے، اور ایک تصویری فریم جس میں کسی نوجوان کی تصویر تھی جو ہٹلر کے لباس جیسا کچھ پہنے کھڑا تھا۔۔۔ سینے پر سجا تمغہ، اور پیچھے وہی علامت۔

زویا کی سانس رکی۔

یہ صرف ایک لائبریری نہیں تھی۔۔۔ یہ عقیدت کا کمرہ تھا، جہاں ظلم اور نفرت کی علامتوں کو عقیدت سے سجایا گیا تھا۔

ہر چیز سے صاف لگ رہا تھا کہ شہریار صرف متاثر نہیں، ہٹلر کا شدید عادی ہو چکا ہے۔

اچانک فرش کا ایک تختہ چرمرایا۔زویا چونک گئی۔ پیچھے مڑی۔۔۔

"آخر تم آ ہی گئیں۔۔۔ میں کب سے تمہارا انتظار کر رہا تھا۔"

یہ شہریار شیر دل کی آواز تھی۔زویہ نے مڑ کر دیکھا—وہ سامنے موجود تھا۔

"سیاہ نور؟ نور سیاہ؟ زویا علی؟ کس نام سے بلاؤں تمہیں؟"

اس کے لہجے میں طنز، مسکراہٹ میں سفاکی۔

"تمہیں کیسے پتا چلا کہ میں آنے والی ہوں؟" زویا کے لہجے میں گھبراہٹ تھی۔

"اندازہ ہو گیا تھا۔کچھ نہ کچھ گڑبڑ ضرور ہو رہی ہے۔۔۔"

وہ چلتے ہوئے مسکرا رہا تھا، جیسے سب کچھ اس کی پلاننگ کا حصہ ہو۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔۔۔۔

اچانک اس کے گارڈز احسن اور تانیہ کو گھسیٹتے ہوئے اندر لائے۔ زویا کا رنگ اڑ گیا۔ زمین قدموں تلے نکل گئی۔

"تم نے مجھے بے وقوف سمجھا؟"

شہریار کی آواز گونجی۔

"میں ہمیشہ اگلا قدم سوچ کر رکھتا ہوں۔۔۔"

زویا نے تانیہ اور احسن کو بندھے ہوئے، بے بس دیکھا۔ آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔ کچھ نہ کر سکتی تھی۔

"زویا۔۔۔ وہ کاغذات اسے مت دینا!"

احسن چیخا، تو گارڈ نے اس کے سینے پر بندوق کا بٹ مارا۔ وہ زمین پر گرا۔ زویا اس کی طرف بڑھی، لیکن گارڈ نے اس پر بھی بندوق تان دی۔

"ابھی مرنا چاہتا ہے؟ تھوڑا تو جی لے۔۔۔"

شہریار کی ہنسی گونجی، وہ میز کی طرف بڑھا۔

زویا، ہارے قدموں کے ساتھ، اس کے سامنے آئی۔ اس کے ہاتھ میں وہی کاغذات تھے۔

بے بسی، آنکھوں میں طوفان۔ لیکن کوئی چارہ نہ تھا۔

اس نے وہ کاغذات شہریار کو تھما دیے۔

"شاید تم دس سال کی تھی جب یہ لے کر بھاگی تھیں۔۔۔ ساری زندگی انہیں ڈھونڈنے میں گزار دی۔"

وہ کاغذات الٹ پلٹ کر دیکھ رہا تھا۔

"میں بس اپنے باپ کا نام چاہتا تھا۔۔۔"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔۔۔۔

پھر وہ چلتا ہوا تانیہ کے قریب پہنچا۔

"معافی چاہتا ہوں چھوٹی بچی۔۔۔"

اس کی نظروں میں سفاکیت جھلک رہی تھی۔

"پہلے تمہارے باپ کو مارا۔۔۔ پھر تمہاری ماں کو۔۔۔"

تانیہ کی آنکھوں میں خوف تھا۔ آنسو مسلسل بہہ رہے تھے۔

"میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گا کتے!"

احسن کی آواز غصے سے کانپ رہی تھی۔

"واہ، موت کے اُستاد، واہ۔۔۔"

شہریار قہقہہ لگا کر ہنسا۔

"استاد ہو کر ایسی گفتگو؟"

اس نے ایک گن اٹھائی، اور باری باری احسن اور تانیہ کی طرف کرنے لگا۔

پھر رکا۔

"اتنی بار مارنے کی کوشش کی تمہاری تنظیم نے۔۔۔ کیوں؟"

اس نے پھر شیطانی انداز میں ہنسی چھوڑی۔

"تمہاری تنظیم تو بس پیسے کے لیے مارتی ہے۔۔۔"

زویا کی طرف بڑھا، آواز نرم، لیکن زہر سے بھری۔

"خود ہی بتاؤ، زویا، تم کیسے مارتی تھیں باقی ٹارگٹس کو؟"

زویا کے ذہن میں ماضی کی یادیں چمکنے لگیں۔ میم ریحانہ کی باتیں، پہلا قتل، زخمی ہاتھ۔۔۔

سینکڑوں لوگ جنہیں بغیر جانچے پرکھے مارا۔۔۔ بس ٹارگٹ ملتا، اور وہ نکل پڑتی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔۔۔۔

لیکن شہریار کو مارنے کا حکم؟ بغیر کسی ادائیگی کے؟

کچھ تو عجیب تھا۔

"آخر میم ریحانہ شہریار کو کیوں مروانا چاہتی تھی؟"

زویا سوچنے لگی۔۔۔

اور پھر۔۔۔ شہریار اس کے بالکل قریب آیا۔

زویا نے ایک لمبی سانس لی۔

"دیکھتے ہیں تم کتنی ہمت رکھتی ہو۔۔۔"

شہریار کی آنکھوں میں چیلنج تھا۔۔۔

زویا کے دماغ میں میم ریحانہ کی وہ پرانی ٹریننگ گونجنے لگی۔۔۔

اور کچھ پلوں بعد، فیصلہ کن لمحہ سامنے تھا۔۔۔

◈◈◈

۔شہریار کا چہرہ طنزیہ ہنسی سے بھر گیا، مگر زویا کی آنکھوں میں جلتی ہوئی آگ تھی۔

ایک لمحے میں، زویا نے اپنے heels نکال کر ایک سائیڈ پھینکے، اور زمین پر ہاتھ مار کر جھک گئی —— جیسے کچھ گرا ہوا اٹھا رہی ہو۔ لیکن حقیقت میں اس نے اپنے موزے کے اندر چھپا چھوٹا سا بلیڈ نکالا، جو محض دو انچ کا تھا مگر کافی تیز۔

شہریار اپنی گن اٹھائے آگے بڑھا، وہ بے خبر تھا۔

اسی لمحے زویا نے اپنا ایک گھٹنا زمین پر مارا —— اور کہا "Plan B جاری کرو۔" یہ ادیبہ کے لیے اشارہ تھا۔

باہر ادیبہ نے وین کے اندر سے زوردار آواز میں اسپیکر پر شہریار کے گارڈز کی فیڈ چلانی شروع کی، جو پہلے سے ہیک ہو چکی تھی۔ایک ہی آواز گونجی:

"بم الرٹ—سیکنڈ فلور—فوراً رسپانس دیں!"

گارڈز کا دھیان بٹ گیا۔ تین گارڈز فوراً دوڑے، باقی جھجکنے لگے۔ شہریار پیچھے ہٹا۔

زویا نے اسی لمحے بلیڈ سے اپنی کلائی کے نیچے سے باریک سی وائر کاٹ دی جو آستین کے اندر چھپی ہوئی تھی۔ جیسے ہی وہ وائر کٹی، اس کی کمر پر بندھی چھوٹی ڈیوائس ایک دم سے چمکی—

smoke emitter تھا!

ایک دھماکہ دار دھواں پوری لائبریری میں پھیل گیا۔

شری یار نے گرجتے ہوئے کہا، "زویا! یہ کیا—" مگر الفاظ مکمل ہونے سے پہلے دھوئیں نے اسے اندھا کر دیا۔

زویا دھوئیں میں جھکی، گھٹنوں کے بل رینگتی ہوئی احسن اور تانیہ تک پہنچی۔ احسن نیم بے ہوش تھا، تانیہ ڈری ہوئی مگر ہوش میں۔ زویا نے جلدی سے اپنے بالوں میں چھپی پن کے ساتھ ان کے ہاتھ کھولنے شروع کیے۔

شری یار اندھیرے میں چلاتا رہا، "فائر کرو! اندھا دھند فائر کرو!"

ایک گارڈ نے واقعی فائر کیا— مگر وہ اپنے ساتھی کو ہی جا لگا۔ لائبریری میں ہلچل مچ گئی۔

احسن کو سنبھالتے ہوئے، زویا نے تانیہ کا ہاتھ پکڑا، "دوڑو، ابھی نہیں نکلی تو کبھی نہیں نکل سکو گی!"

تینوں دھواں میں چھپتے ہوئے ایک بیک ڈور کی طرف بھاگے، جو شہریار کی لائبریری سے نکلتا تھا۔ باہر آتے ہی ادیبہ نے وین کا دروازہ کھولا:

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔۔۔۔

"چڑھو اندر! تیز!"

تانیہ کو پہلے چڑھایا گیا، پھر احسن کو۔ زویا پیچھے تھی، مگر اس لمحے شہریار بھی باہر آ چکا تھا—

آنکھیں لال، ہاتھ میں بندوق۔

"زویا!!! تم مجھ سے بچ کر نہیں جا سکتی!!"

اس نے فائر کیا— گولی زویا کے بازو کو چھوتی ہوئی نکل گئی۔

"ادیبہ، اِنہیں یہاں سے لے کر نکلو!"

زویا نے سخت لہجے میں کہا۔

"مگر تم؟"

ادیبہ نے حیرانی سے اُس کی طرف دیکھا۔

"میری فکر چھوڑ دو!"

زویا نے نظریں چراتے ہوئے کہا، جیسے کچھ چھپا رہی ہو۔۔۔ یا شاید خود کو مضبوط ظاہر کر رہی ہو۔

زویا نے ادیبہ کو صاف الفاظ میں کہا کہ وہ احسن اور تانیہ کو لے کر فوراً یہاں سے نکل جائے۔

"یہ تم کیا بول رہی ہو؟"

احسن نے غصے اور بے بسی کے ملے جلے انداز میں کہا، جیسے زویا کی بات اُس کے دل کو چیر گئی ہو۔

مگر اُس سے پہلے کہ وہ کچھ اور کہتا، ادیبہ نے وین اسٹارٹ کی، اور نکلنے کی کوشش کرنے لگی۔ لمحے بھر میں فیصلہ ہوا۔۔۔ مگر اگلے لمحے—

احسن نے وین کا دروازہ کھولا، اور بنا کچھ سوچے نیچے کود گیا۔

وہ زویا کو اکیلا چھوڑنے والوں میں سے نہیں تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔۔۔۔

زویا نے احسن اور تانیہ کو وین تک پہنچا دیا، مگر خود پیچھے رکی۔ وین اندھیرے میں غائب ہو گئی، مگر وہ اب بھی اس اندھیرے لائبریری کے باہر کھڑی تھی—تنہا۔

"کام ختم نہیں ہوا، ابھی حساب باقی ہے۔۔۔" اس نے زیرِ لب کہا۔

پھر، ایک قدموں کی چاپ سنائی دی۔ شہریار آ چکا تھا، آنکھوں میں خون کی لالی اور چہرے پر سفاک مسکراہٹ تھی۔

"تو رک گئی؟ شاباش۔۔۔ میرے لیے آسانی کر دی!" شہریار نے چہرے پر گندی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

زویا نے چادر پھینکی، جیکٹ کی زپ کھولی، اور فوراً اپنے آپ کو لڑنے کے لیے تیار کر لیا۔

پہلا وار زویا کا تھا—ایک زوردار گھونسہ سیدھا شہریار کے جبڑے پر!

"یہ تمہارے جیسے ظالم کے لیے!" زویا نے گرجتے ہوئے کہا۔

شہریار لڑکھڑایا، مگر فوراً سنبھلا اور ایک زوردار حملے میں زویا کے بازو کو جکڑ لیا۔ "تمھیں نہیں پتا تم کس سے ٹکرا رہی ہو!" اس نے تیز لہجے میں کہا۔

زویا نے گہری سانس لی، اس کے دل میں غصے کی ایک لہر اُٹھی، اور اس نے اس کے پیٹ میں ایک گھٹنے کی مار دی، جس سے وہ چند قدم پیچھے ہٹ گیا۔ پھر وہ اس کے قریب جا پہنچی اور ایک اور گھونسہ اس کے چہرے پر مارا۔

"میرے والدین کو مارنے والے! تمھیں تمہاری سزا ملے گی!" زویا نے غصے سے کہا۔

شہریار کے لبوں پر خون تھا، مگر اس کی آنکھوں میں مزید جنون آ گیا۔ "تم سمجھتی ہو تم جیت سکتی ہو؟"

وہ اچانک زویا کی طرف بڑھا، اس کا بازو پکڑا اور اسے دیوار سے مارا۔ زویا کی سانس رک گئی، اس کی پسلیاں درد سے تڑپ اُٹھیں۔

"یہ صرف آغاز ہے!" شہریار نے تیز لہجے میں کہا، اور وہ مسلسل اس پر حملے کرنے لگا۔ زویا پیچھے ہٹتی گئی۔

"تمھیں کیا پتا ہو ساری زندگی حرامی لفظ کے ساتھ جینا کیسا ہوتا ہے!" شہریار نے کہا اور ایک اور گھونسہ مارا، جو زویا کے چہرے پر لگا۔ لیکن زویا نے اس کی ہر بات کو نظر انداز کرتے ہوئے خود کو سنبھالا اور پھر ایک زوردار گھونسہ مارا، جس سے شہریار لڑکھڑایا۔

"یہ بدلہ ہے اُس صاحبہ کا جسے تم نے مارا!" زویا نے غصے سے کہا، اور پھر اس کی طرف حملہ کیا۔ شہریار کی آنکھوں میں خون کی لالی اور جنون تھا۔ وہ اس کی طرف لپکا، مگر اسی لمحے ایک آواز آئی——"زویا!"

"احسن!" زویا نے چلا کر کہا، اور فوراً اس کی طرف دوڑی۔

احسن کا چہرہ خون سے سجا ہوا تھا، مگر وہ ہمت سے کھڑا تھا، ہاتھ میں ہتھیار کے ساتھ۔

"زویا۔۔۔ پیچھے ہٹو!" احسن نے درد بھری آواز میں کہا۔

لیکن شہریار نے فوراً بندوق نکالی، اور "فائر!" کی آواز آئی۔ گولی احسن کی ٹانگ میں لگی، اور وہ زمین پر گر گیا۔

"احسن!!!" زویا نے چیخ کر کہا، اور اس کی طرف دوڑنے لگی۔ لیکن شہریار نے اس کا راستہ روک لیا، بندوق کو اس کی کنپٹی پر لگا دیا۔

◈◈◈

زویااور احسن کے درمیان کشمکش کے دوران، شری یار نے اپنی غصے سے بھری باتوں کو جاری رکھا۔

"تمہیں کبھی نہیں پتا چلے گا، تمھیں میرے دکھ کا کیا علم ہو گا!" شہریار نے غصے سے کہا۔

"سب کچھ جو میں نے کیا، وہ صرف اس لیے تھا کہ میری ماں مجھے بتاتی تھی کہ میں سب کچھ تباہ کر دوں جو علی نواز نے چاہا تھا، اور تم بھی اس میں شامل ہو، زویا!"

زویااور احسن دونوں کا سانس رک گیا۔ شہریار کے الفاظ جیسے ایک نئی حقیقت کی گونج تھے۔

شہریار کی آنکھوں میں غصہ اور انتقام کی ایک گہری لہر تھی، جیسے وہ کچھ گہری باتیں دل میں چھپائے ہوئے ہو۔

"تمھیں نہیں پتا تمھاری زندگی کس طرح جینا پڑے گا جب تمھارے ہم جماعت تمھیں باسٹرڈ، حرامی، کہہ کر تضحیک کرتے ہیں، جب تمھاری ماں باپ کی محبت تمھارے لیے کوئی معنی نہیں رکھتی، جب تمھیں احساس ہوتا ہے کہ تم ایک بے نام لڑکے ہو!" شہریار نے یاد کرتے ہوئے کہا۔ "میری ماں کا خواب تھا کہ میں سب کچھ تباہ کروں جو علی نواز نے چاہا تھا، اور اس میں تم بھی شامل ہو، زویا!"

زویا کے دماغ میں یہ الفاظ گونجے، وہ شہریار کے ماضی کی حقیقت سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اس کے اندر ایک تکلیف دہ اور گہرا راز تھا۔

اسی لمحے ایک گولی کی آواز سنائی دی، اور شہریار کے جسم میں ہلچل مچ گئی۔ وہ جھٹکے سے گر گیا۔

سب کے دلوں میں حیرت کا ایک لہر دوڑ گئی۔ یہ آواز شیریار کے پیچھے سے آئی تھی۔

زویااور احسن دونوں نے حیرت سے مڑ کر دیکھا۔ یہ وہ آواز تھی جس نے شہریار کو گرا دیا تھا—

یہ گولی تھی جسے اس کی بیوی، زارا نے چلایا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔۔۔۔

گولی لگی۔ایک لمحے کو وہ ساکت رہا۔پھر جیسے جسم نے زندگی کا توازن کھو دیا ہو، وہ دھڑام سے نیچے گرا۔

زمین پر گرتے ہی اُس کے جسم نے جھٹکے لینا شروع کر دیے—آنکھیں حیرت سے پھیلی ہوئی، ہونٹوں سے بے یقینی میں نکلی ایک دبی چیخ، جیسے یقین نہیں آ رہا ہو کہ یہ سب واقعی ہو رہا ہے۔

خون، آہستہ آہستہ قالین میں جذب ہونے لگا۔

سانسیں اکھڑ رہی تھیں، جیسے ہر سانس زندگی سے چھین کر لی جا رہی ہو۔وہ تڑپ رہا تھا۔۔۔

جیسے جسم کا ہر ذرہ موت سے لڑ رہا ہو، مگر اندر ہی اندر جان ہار چکی تھی۔

شہریار شیر دل، جو کل تک خوف کی علامت تھا—آج خود بے بس پڑا تھا۔

"وہ مجھے کبھی نہیں محبت کرتا تھا۔۔"زارا کی نرم آواز میں سچائی چھپی ہوئی تھی۔یہ زارا کی اندرونی کہانی تھی۔

زارا کی کہانی ایک دردناک حقیقت سے شروع ہوئی تھی۔اس کی ماں نے ہمیشہ اس سے کہا تھا کہ وہ شہریار سے شادی کرے، کیونکہ وہ امیر تھا اور اس کے پاس طاقت تھی۔اس کی ماں کی خواہش تھی کہ وہ شہریار کے ساتھ زندگی گزارے، اور زارا نے اس کی محبت میں کبھی سوال نہیں کیا۔

لیکن پھر ایک دن، زارا نے شہریار کے حقیقی چہرے کو دیکھ لیا۔اس نے اس کے خلاف تمام گھناؤنے کاموں کا پتہ چلا—منشیات کی اسمگلنگ، انسانی اسمگلنگ، اور باقی جرائم جو وہ چھپائے رکھتا تھا۔اس نے اپنی ماں سے اس سب کے بارے میں بات کی، اور اس کی ماں نے شہریار کو بے عزت کر دیا۔۔

"تمہاری سب گھناؤنی حرکتیں تمھیں نہیں چھوڑیں گی، شہریار! تم نے اپنی حقیقت چھپائی ہوئی ہے!"اس کی ماں نے اس کے سامنے بے شرمی سے کہا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔۔۔۔

شہریار کے چہرے پر شرمندگی اور غصہ تھا۔ وہ کبھی نہیں چاہتا تھا کہ اس کی حقیقت سامنے آئے، مگر اس دن زارا کی ماں نے اسے دنیا کے سامنے بے نقاب کرنے کی کوشش کی۔

دو دن بعد، زارا کی ماں ایک سڑک حادثے میں چل بسی۔ یہ حادثہ زارا کے لیے ایک بڑا صدمہ تھا، لیکن وہ اس کی حقیقت سے بے خبر تھی۔ وہ سوگوار ہو گئی، لیکن اسے یہ نہیں پتا تھا کہ شہریار نے اس کی ماں کو قتل کر دیا تھا۔

ایک دن، زارا نے ایک گارڈ کو بات کرتے ہوئے سنا، اور وہ جان گئی کہ اس کی ماں کا قتل شہریار نے کیا تھا۔

"یہ سب شہریار نے کیا!" زارا نے دل میں کہا۔

شروع میں، زارا نے شہریار کو مارنے کی کوشش کی، مگر وہ ناکام رہی اور بہت ڈری۔ پھر اس نے میم ریحانہ سے رابطہ کیا، جو اس پورے معاملے پر نظر رکھ رہی تھی۔

اب شہریار پر خفیہ تنظیم کی نظر تھی، اور زارا نے اس سے بدلہ لینے کی ٹھانی تھی۔ یہ بدلہ اس کی ماں کی موت کا تھا، اور وہ چاہتی تھی کہ شہریار کو اس کے گناہوں کا حساب دینا پڑے۔

◈◈◈

شہریار کی حالت بدتر ہو رہی تھی۔ خون کی دھار اس کی جلد سے نکل کر زمین پر پھیل رہی تھی، اور وہ بمشکل سانس لے رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں پچھتاوا، غصہ اور بے بسی تھی۔ اس کے لبوں سے ہچکیاں نکل رہی تھیں جیسے وہ کچھ کہنا چاہ رہا ہو، مگر وہ بولنے کے لیے مشکل سے سانس لے رہا تھا۔

"میری ماں۔۔۔ میری ماں۔۔۔ میں آرہا ہوں۔۔۔ وہ درد میں کرایا تھا۔۔۔ مجھے معاف کر دینا تم سب۔۔۔" شہریار نے بمشکل یہ الفاظ ادا کیے، اور اس کی آنکھوں میں ایک آخری بار ماضی کی تلخ یادیں ابھریں۔

زویا کے چہرے پر بے شمار احساسات تھے۔ اس کی آنکھوں میں غم کی ایک لہر دوڑ گئی، جیسے وہ اس کی حالت دیکھ کر درد محسوس کر رہی ہو۔ وہ وہ شخص دیکھ رہی تھی جس نے اس کے والدین کی زندگی تباہ کی تھی، اس کی دوست صاحبہ کو مارا تھا، اور بہت سی معصوم زندگیوں کو تباہ کیا تھا۔ پھر بھی، جب شہریار نے اپنی آخری خواہش کا اظہار کیا، کچھ اندر سے ٹوٹا، جیسے وہ انسانی ہمدردی کی ایک آخری جھلک دیکھ رہی ہو۔

"تم سب سے معافی چاہتا تھا، مگر اب سب ختم ہو چکا ہے۔۔۔" شہریار کی آواز مدھم ہو گئی، جیسے اس کا جسم اور روح دونوں تھک چکے ہوں۔

زویا کی آنکھوں میں ایک لمحے کے لیے تذبذب آیا، وہ ایک پل کے لیے رکی، جیسے اس کے دل میں کچھ بگڑ رہا ہو۔ لیکن اس نے خود کو سنبھالا اور بے پرواہی سے مڑ کر چلی گئی۔ اس کی آنکھوں میں کوئی اشک یا ہمدردی نہیں تھی، مگر دل میں ایک خاموش درد ضرور تھا—ایک ایسا درد جو اس کے دل میں ایک خلا چھوڑ گیا تھا۔

شری یار کی سانسیں رک چکی تھیں۔ وہ اپنی آخری گزرگاہ پر پہنچ چکا تھا، اور اس کی آخری خواہش تھی—معافی، جواب کبھی بھی حاصل نہیں ہو سکتی تھی۔

شہریار کی سانسیں رک چکی تھیں۔

زندگی کی وہ آخری ڈور جو اسے اس دنیا سے باندھے رکھے ہوئے تھی، اب ٹوٹ چکی تھی۔ اس کی آنکھوں میں ایک حسرت تھی—معافی کی، قبولیت کی، محبت کی۔ مگر وہ لمحہ گزر چکا تھا۔ وقت

نے اسے مہلت دی تھی، مگر اُس نے صرف نفرت، انتقام اور جرم کی پرورش کی۔ اب وہ خاموش تھا۔۔۔ اور ہمیشہ کے لیے۔

زویا دیر تک ساکت کھڑی رہی۔ دل میں الجھنوں کا ایک طوفان برپا تھا۔ وہ شخص جس نے اس کی زندگی برباد کی، اب ایک کمزور، بے جان وجود میں بدل چکا تھا۔ مگر اُس کے ساتھ جڑے سوال اب بھی زندہ تھے۔

ان سب نے وہاں قید میں موجود لڑکیوں کو بھی وہاں سے نکالا۔

ایمرجنسی گاڑیاں محل کے باہر آچکی تھیں۔ نیلی اور سرخ بتیوں کی چمک اندھیرے میں لرز رہی تھی۔ پولیس اہلکار، ایمبولینس کے عملے اور چند خفیہ ایجنسی کے افراد اندر داخل ہوئے۔ زویا نے ایک آخری نظر شہریار پر ڈالی—— اب وہ بس ایک نامکمل کہانی کا اختتام تھا۔

ادیبہ اور زار الڑکیوں کو سہارا دے رہی تھیں۔ کچھ خوفزدہ تھیں، کچھ رو رہی تھیں، اور کچھ تو جیسے اب بھی یقین نہیں کر پا رہی تھیں کہ وہ آزاد ہو چکی ہیں۔

زویا نے احسن کو سہارا دیا۔ احسن نے زویا کو آہستہ سے کہا،

"چلو زویا۔۔۔ یہ سب ختم ہو گیا ہے۔"

زویا نے سر ہلایا، مگر آنکھوں میں ایک سکون اور ایک خلا دونوں بیک وقت نظر آ رہے تھے۔

"نہیں۔۔۔ ابھی ختم نہیں ہوا۔ یہ تو بس ایک باب تھا۔"

ادیبہ واکی ٹاکی پر بات کرتے ہوئے باہر نکلی،

"تمام لڑکیاں محفوظ ہیں۔ ہم انہیں ری ہیبیلیٹیشن سینٹر بھیج رہے ہیں۔"

زویا نے ایک لڑکی کا ہاتھ تھاما، وہ بمشکل مسکرائی،

"اب تم آزاد ہو۔"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔۔۔۔

کچھ فاصلے پر شہریار کی لاش کو ایک سٹریچر پر ڈال کر باہر لایا جا رہا تھا۔

زارا، جواب تک خاموش تھی، آگے بڑھی، شہریار کے چہرے کو ایک نظر دیکھا،

اور پھر بغیر کچھ کہے پیچھے ہٹ گئی۔

آسمان پر ہلکی بارش شروع ہو چکی تھی۔

یہ آنسو تھے یا نجات کی بارش، کسی کو نہیں معلوم۔

چند دنوں بعد۔۔۔ شہر میں ایک حیران کن اعلان ہوا۔

"زویا علی نواز۔۔۔ شہریار کے گروپ کی نئی سربراہ بن گئی ہیں۔"

یہ خبر سن کر سب نے انگشتِ بدنداں ہو کر ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔ وہ لڑکی جسے کبھی

دشمن سمجھا گیا، اب اُن سب کی سردار تھی۔

لیکن زویا نے یہ سلطنت اپنے ذاتی فائدے کے لیے نہیں لی تھی۔

اس نے یہ تاج صرف اس لیے اٹھایا کہ وہ جانتی تھی، اگر یہ خالی رہا تو دوبارہ کسی اور "شری یار"

کے ہاتھ آ جائے گا۔

"ظلم کا خاتمہ، صرف تلوار سے نہیں ہوتا۔۔۔

کبھی کبھی ظالم کی کرسی پر بیٹھ کر، اس کا نظام توڑنا پڑتا ہے۔"

یہ وہ جملہ تھا جو زویا نے اپنے پہلے خطاب میں ادا کیا۔

محل، گاڑیاں، اسلحہ، خفیہ تنظیمیں، بیرونِ ملک رابطے —— سب اس کے اختیار میں آ گئے۔ لیکن

اُس نے ان سب کو ایک نیا رُخ دیا۔

جہاں کبھی عورتیں قید کی جاتی تھیں، اب وہاں عورتوں کو خود مختاری، تحفظ، اور ہنر سکھایا جاتا

تھا۔

جہاں کبھی نشہ بیچا جاتا تھا، اب وہاں مفت علاج اور بحالی مراکز بنے تھے۔

جہاں کبھی خوف کی حکمرانی تھی، اب وہاں قانون کی پاسداری تھی۔

زویا، اب صرف علی نواز کی بیٹی نہ تھی۔

اب وہ شہر کی بیٹی بن چکی تھی۔

اُس کی قیادت میں سابقہ تنظیم کے لوگ بھی بدلنے لگے۔ وہ سب جو صرف پیسے کے لیے شہریار کے ساتھ تھے، اب زویا کے ساتھ انصاف اور مقصد کے لیے کھڑے تھے۔

اور ایک دن۔۔۔

جب اُس نے پرانی زیرِ زمین فیکٹری کو بند کر کے وہاں ایک اسکول قائم کیا، تو اُس نے کہا:

"یہ صاحبہ کے لیے ہے۔۔۔

اور اُن سب بیٹیوں کے لیے، جنہیں بولنے کا حق نہیں ملا۔"

شہریار کی دنیا اب بھی موجود تھی — مگر اس کا چہرہ، اس کی روح، اور اس کی راہ بدل چکی تھی۔

زویا۔۔۔ اب سائے میں نہیں، روشنی میں رہتی تھی۔

لیکن اُس کے گرد سائے اب بھی تھے —

جن سے لڑنا باقی تھا۔

زویا، جو کبھی ایک خطرناک کھیل کا حصہ تھی، جس کا اُسے کبھی اختیار نہیں تھا، اب ایک نیا مقصد پا چکی تھی۔ ماضی کو پیچھے چھوڑتے ہوئے، وہ اب نوجوان لڑکیوں کو خود دفاع سکھاتی تھی۔ وہی طاقت جو اس نے خود کو بچانے کے لیے سیکھی تھی، اب وہ دوسری لڑکیوں کو سکھاتی، تاکہ وہ بھی اپنی طاقت پہچان سکیں۔ وہ کلاس روم میں کھڑی ہوتی، اس کی آنکھوں میں سکون اور عزم کی جھلک ہوتی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔۔۔۔

"یادرکھو،"زویا کہتی،"یہ صرف لڑائی کے بارے میں نہیں ہے۔یہ اپنے آپ کی قدر جاننے اوراس کی حفاظت کرنے کے بارے میں ہے،چاہے کچھ بھی ہو۔"

جب وہ ان لڑکیوں کے سامنے کھڑی ہوتی،اُسے یقین ہوتا کہ یہ اُس کا اصلی مقصد ہے۔وہ وہ رہنمائی بن چکی تھی جس کی اُسے کبھی ضرورت تھی۔

دوسری طرف،احسن اپنے پرانے پیشے،اساتذہ کی دنیامیں واپس آگیا تھا۔گولیوں اور فسادات کا دور ختم ہو چکا تھااوراب وہ نوجوان ذہنوں کو تعلیم دینے میں سکون پاتا تھا۔لیکن اس کے خواب یہاں نہیں رکے۔چائے کے شوق اور نئی محبت کے ساتھ،احسن نے چھوٹی سی چائے کی کیفے کھول لی۔یہ صرف ایک کاروبار نہیں تھا،یہ اس کا ایک خواب تھا۔چائے کی کیفے،جو کہ گرم اور آرام دہ تھی،لوگوں کے لیے ایک پناہ گاہ بن گئی جہاں وہ آکر سکون حاصل کرتے اور زندگی کی سادہ خوشیوں سے لطف اندوز ہوتے۔اس کے دوست علی اور وقاص اکثر آکر اس کیفے میں بیٹھتے،ہنستے اور ماضی کو یاد کرتے،چائے کے کپ کے ساتھ۔

ایک دن جب وہ سب بیٹھے تھے،علی نے اپنا کپ اٹھایا اور کہا،"تو بہت آگے بڑھ چکا ہے، میرے دوست۔اسکول میں پڑھانے سے لے کر ہمیں چائے کے ذریعے زندگی کے اسباق سکھانے تک۔"

احسن مسکرا کر بولا،"زندگی بھی چائے کی طرح ہے۔آپ کبھی نہیں جان سکتے کہ یہ کیسی ہو گی جب تک آپ اسے آزما نہیں لیتے۔لیکن جب آپ اسے آزما لیتے ہیں،تو پھر ہر لمحہ کا مزہ لیں۔"

زویا،جو اس کے ساتھ کیفے میں کھڑی تھی،دل سے شکر گزار تھی۔زندگی نے انہیں بے شمار چیلنجز دیے تھے،مگر اب،اس لمحے میں،ان کے پاس وہ سب کچھ تھا جو انہیں چاہیئے تھا۔ان کے

پاس ایک دوسرے کا ساتھ، ایک ایسا گھر جو گرمی سے بھرا تھا، اور ایک ایسا مستقبل تھا جسے وہ خود بناتے۔

پس منظر میں، میم ریحانہ کی تنظیم نے تانیہ کی تربیت شروع کر دی تھی، جو کبھی ایک شکار تھی، لیکن اب وہ طاقت اور استقامت کی علامت بن چکی تھی۔ زویا نے اس میں وہ صلاحیت دیکھی تھی جو کبھی اس میں دوسروں نے دیکھی تھی۔ یہ ایک مکمل دائرے کی تکمیل تھی—

دوسروں کی مدد کرنا، جیسے کسی نے اس کی مدد کی تھی۔

زویا، جو کبھی اندھیروں میں چل رہی تھی، اب دوسروں کے لیے روشنی بن چکی تھی۔ احسن، جو کبھی جنگ کے میدان میں تھا، اب امن اور مقصد کا آدمی بن چکا تھا۔ ان کا سفر طویل تھا، مگر اب وہ اس جگہ پہنچ چکے تھے جہاں وہ حقیقتاً تعلق رکھتے تھے۔

کچن میں آرام دہ خاموشی تھی۔ احسن چائے بناتا ہوا زویا کے قریب آیا، جو کاؤنٹر پر بیٹھی تھی، ہاتھ میں کافی کا کپ پکڑے ہوئے۔

"زویا، تم نے چائے کبھی نہیں پی؟" احسن نے ہنستے ہوئے پوچھا۔

زویا نے مسکرا کر جواب دیا، "چائے سے کوئی خاص محبت نہیں، لیکن تمہاری بنائی ہوئی چائے شاید کچھ الگ ہو۔"

احسن نے چائے کا کپ اس کی طرف بڑھایا۔ "آج تمہارے لیے چائے بنائی ہے، دیکھو، شاید تمھیں پسند آئے۔"

زویا نے چائے کا کپ پکڑا اور ایک گھونٹ لیا۔ پھر چپ ہو گئی، جیسے کچھ سوچ رہی ہو۔ احسن نے اُسے دیکھا اور پوچھا، "کیا ہوا؟ چائے میں کچھ عجیب لگا؟"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔۔۔۔

زویا نے گہری سانس لی، اور نرم آواز میں کہا، "تمھاری چائے میں کچھ خاص بات ہے، احسن۔ اور کچھ ایسا ہے جو مجھے ابھی تک تم سے کہنا تھا۔۔۔"

احسن نے چونک کر اُسے دیکھا، "کیا؟"

زویا نے مسکراتے ہوئے کہا، "احسن، میں۔۔۔ میں امید سے ہوں۔"

احسن کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا۔ اس نے ایک لمحے کے لیے سانس روکا، پھر اس کی آنکھوں میں حیرانی اور محبت کی جھلک تھی۔ "کیا؟ تم۔۔۔ تم واقعی؟" احسن نے خوش ہو کر پوچھا۔

زویا نے ہنستے ہوئے کہا، "ہاں، ہم دونوں کا بچہ ہے۔"

احسن نے ایک قدم آگے بڑھایا اور زویا کے قریب جا کر اُس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔ "یہ حقیقت میں سب سے خوبصورت خبر ہے، زویا۔" اس کی آنکھوں میں محبت اور خوشی تھی۔

زویا نے نرم سے کہا، "تم ہمیشہ میری زندگی میں ایک حیرت کی طرح آئے ہو، احسن، اور اب یہ خبر بھی تمہارے ساتھ، ہماری زندگی کا ایک نیا آغاز ہے۔"

احسن نے اس کا ہاتھ اپنے سینے سے لگا لیا اور کہا، "ہم دونوں نے بہت کچھ جھیلا ہے، لیکن اب ہم اپنے مستقبل کے بارے میں سوچیں گے، ایک خوبصورت خاندان کے ساتھ۔"

زویا نے مسکرا کر کہا، "ہاں، ایک خوبصورت خاندان، جہاں تم اور میں ہوں، اور ہمارا بچہ۔"

احسن نے اُسے گہری نظر سے دیکھا، جیسے وہ اس لمحے کو اپنی زندگی کا سب سے قیمتی لمحہ مان رہا ہو۔ "ہم دونوں، زویا، ہمیشہ ایک دوسرے کے ساتھ رہیں گے، اور یہ بچہ ہمارے درمیان کی محبت کا سب سے خوبصورت نشان ہو گا۔"

زویا نے سر کو ہلایا اور اس کے ساتھ چائے کا کپ رکھ کر اُسے اپنے قریب کھینچا۔ "ہماری محبت کا آغاز کچھ ایسا تھا، اور اب یہ بچہ ہماری زندگی کے سب سے خوبصورت لمحات کا آغاز ہو گا۔"

چائے کا کپ، ایک چھوٹا سا بہانہ تھا، لیکن اس کے پیچھے ایک نئی زندگی کی خوشبو تھی، جو زویا اور احسن کے دلوں میں پروان چڑھ رہی تھی۔

اور یوں، زندگی آگے بڑھتی رہی۔ دنیا کامل نہیں تھی، اور ماضی اب بھی ان کے ذہنوں میں موجود تھا، مگر ان کے دلوں میں یہ بات تھی کہ وہ اس سے گزریں ہیں، سیکھا ہے اور کامیاب ہوئے ہیں۔ وہ ایک ساتھ، محبت، سکون اور مقصد کے ساتھ ایک زندگی گزار رہے تھے، جو اب صرف خواب نہیں بلکہ ان کی حقیقت بن چکی تھی۔

یہ صرف ایک نئے باب کا آغاز تھا، جس میں ہنسی، سیکھنا اور لاتعداد امکانات تھے۔

◈◈◈

چند ماہ بعد۔۔۔

رات کے سناٹے میں ایک پرانا گودام، جسے زویا کی تنظیم بند کرا چکی تھی، دوبارہ فعال نظر آیا۔ روشنی مدھم تھی، دیواریں پرانی اور ٹوٹی ہوئی، لیکن اندر موجود ماحول میں ایک عجیب سا جمود تھا۔ میز پر بکھرے ہوئے نقشے، لیپ ٹاپ اسکرین پر زویا کی تصویریں، اور کئی خفیہ دستاویزات پڑی تھیں۔

اچانک دروازہ چرچرایا۔

ایک دبلا پتلا، مگر چہرے پر زخموں کے نشان لیے شخص اندر داخل ہوا۔ اس کی آنکھوں میں وہی چمک تھی، جو کبھی شری یار کی نگاہوں میں ہوا کرتی تھی—— مگر زیادہ خاموش، زیادہ خطرناک۔

اس نے میز پر پڑی ایک فائل اٹھائی، زویا کی تصویر کو غور سے دیکھا اور ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا:

"ایک بادشاہ گیا۔۔۔

اب نئی ملکہ کو سلام کہنے کا وقت آ گیا ہے۔

لیکن۔۔۔ یہ سلام خون میں ڈوبا ہو گا۔"

پھر اُس نے چہرے پر ایک نقاب چڑھایا اور فائل کو جلا دیا۔

آگ کی روشنی میں صرف ایک نام ابھرا: "سلیمان شاہ — شہریار کا سایہ"۔۔۔۔۔۔۔۔

ختم شد

فری ناولز کا لنک۔

www.kohnovelsurdu.com

(The Best Novels Website)

1. Whatsapp Group Link

https://kohnovelsurdu.com/p/whatsappgroup.html

KOH NOVELS - URDU

😊📖✨

- **Hasnain Bhatti YouTube Channel Link**

https://youtu.be/vsnpqjoZz8?si=zHeNrdKU3ehoBdG

- **Hasnain Bhatti Whatsapp Channel Link**

https://whatsapp.com/channel/0029Val3hhY6LwHlPfBjmi2Z